وقضی ربک ألا تعبدوا إلا إیاه وبالوالدین إحسانا

بفضل اللہ العظیم وکرمہ العمیم قد انطبع ہذا الکتاب الفخیم العمیم

استخرج ہذا الدر الفرید من بحور افکارہ الاہمر من ہو عارف معارف النصوص والآثار واقف مواقف الاحادیث [illegible]

الدر الیتیم فی ایمان آباء النبی الکریم

[illegible]

معہ ترجمۃ الہندیہ

من خلفہ الذکی اللبیب الحری الاریب ذی المجد الاثیل والفضل الجلیل خلف سلف الاثر

المولوی محمد تقی حیدر لازالت لوامع علومہ مشرقۃ کاشراق الازہر

تحت ادارۃ صاحب الصدق والیقین المولوی محمد وسیم الدین رزقہ اللہ قسطا جزیلا من فیوض المبین

فی المطبع المیمونیہ بریاست رامپور المحمیہ

تعداد جلد ۳۰۰ قیمت فی جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان من جعل رسوله صلی الله علیه
وسلم واسطة العقد بین مدارج الوجوب
ومدارك الامكان مرج البحرین یلتقیان
بینهما برزخ لا یبغیان واوجد الكاینات
له وهداهم لاجله واعطاه ما لم یعط احدًا
من قبله ارسله الی الناس كافة بشیرًا
ونذیرًا وداعیًا الی الله باذنه وسراجًا منیرًا
والصلوة والسلام علی من عاداته العبادات
والعبادات له عادات لطیفة قلبه بیت الله
بل الحق انه ادون من الله واعلی مما سوی
الله وعلی آله الامناء واصحابه العظماء -
وبعد - فما زلت مشغوفًا وولهان بان

پاک ہے وہ ذات جسنے اپنے رسول صلعم کو وجوب اور امکان
مین واسطہ بنایا دو دریا جاری کیے جو آپس مین ملتے ہین
اور اون مین ایک برزخ ہے جو اونکو بڑھنے نہین دیتی اور
کاینات کو آپکے لیے موجود کیا اور آپ ہی کے سبب سے
اونکو ہدایت کی اور آپکو وہ دیا جو آپ سے پہلے کسی کو
نہین دیا اور آپکو سب کی طرف ڈرانے اور بشارت دینے والا
اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغِ روشن بناکر بھیجا ۔
اور درود و سلام آپ پر کہ آپکی عادتین عبادت اور
عبادتین عادت ہین آپ کا لطیفہ قلب بیت اللہ ہے
بلکہ سچ یہ ہے کہ آپ اللہ سے کم اور ماسوے اللہ سے
اعلے ہین اور آپ کی اولادِ امین اور اصحاب عظیم پر ۔
اما بعد - مجکو ہمیشہ سے اس بات کا ذوق و شوق تھا

احرر في ايمان اباء رسول الانس والجان
واقرره باية محكمة ونص منصوصة سيما لما
شرفني الله بامعان النظر في تفسير هذه
الاية الكريمة وقضى ربك ان لا تعبدوا
الا اياه وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما
ازدادت لي شوقا من حسن ذلك السوق
فتلجلجت ببالي ان منيتي مبتغى فيه مشكورة واو
في فيه مستورة حتى يسر الله لي تحرير تلك المباني
الاقدسية وتقرير تلك المعاني القدسية
فيا ايها الناظر ما ظنك بهذا الظاهر الباهر
هذه لتسويد سديد وجيد جديد لمن
كان له قلب او القى السمع وهو شهيد
لحظات سرقناها من ايادي الدهور
والازمان وسمات تنبهناها من مجالي
افكار ذوي العرفان كتاب فضله على سائر
الكتب العميم لان اسمه در اليتيم
في ايمان اباء النبي الكريم فها
انا اشرع في المقصود مترتبا على مقدمة
وفصول وخاتمة۔

کہ میں ایمان ابوین آنحضرت صلعم میں کچھ لکھوں اور اوسے
آیت محکم ونص قطعی سے ثابت کروں خصوصاً جب
اللہ تعالی نے مجکو اس آیۂ کریمہ میں غور کرنے کا
شرف دیا کہ اللہ نے حکم دیا کہ سوا اوسکے کسی کی عبادت
نہ کرو اور ماں باپ سے احسان کرو اور کہو کہ الٰہی ان پر
اونپر رحم کر تو اسے دیکھکر میرا شوق اور بڑھ گیا میرے
دل میں آیا کہ میرا مقصود اس آیت میں پوشیدہ اور
میری کوشش اس امر میں مشکور ہے۔ آخر اللہ نے ان معانی
اقدس و مطالب مقدس کا لکھنا و بیان کرنا مجھپر آسان
کر دیا لہذا اے ناظر تیرا اس عمدہ رسالہ کی بابت کیا
خیال ہے یہ اونکے لیے ہے جنکو قلب اور گوش شنوا دیے گئے
ہوں قوی تحریر و چست سند ہے اسے چند گھڑیوں میں
میں نے صاحبان عرفان کے افکار سے جمع کیا
اور یہ کتاب ایسی ہے جو تمام عام کتابوں سے اسلیے
بزرگ ہے کہ اس کا نام دُرّ الیتیم فی ایمان
آباء النبی الکریم ہے اب میں اسے
ایک مقدمہ اور چند فصلوں اور ایک خاتمہ
پر مرتب کر کے مقصد بیان کرنا شروع کرتا
ہوں۔

اما المقدمة ففي نسبه الطاهر وحسبه
الظاهر فهو سيد الاولين والآخرين وخاتم
النبيين والمرسلين محمد ابن عبد الله كما
في الحديث عن انس انا محمد بن عبد الله
بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف
بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوي
بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر بن كنانة
بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر
بن نزار بن معد بن عدنان الحديث ه
وكم اب قد علا بابن ذي شرف * كما
علت برسول الله عدنان - الى ههنا مجمع عليه
وفي ما فوق ذلك الى آدم خلاف لا نتجاوز عنه
قال ابن دحية اجمع العلماء على ان رسول الله صلعم
انما انتسب الى عدنان لم يتجاوز عنه وعن
ابن عباس انه صلعم كان اذا انتسب
لم يجاوز عن معد بن عدنان ثم يمسك فيقول
كذب النسابون مرتين او ثلثا رواه في مسند
الفردوس لكن قال السهيلي الاصح في هذا
الحديث انه من قول ابن مسعود وقال

مقدمہ میں آپکے نسب طاہر وحسب ظاہر کے بیان میں
آپ سید اولین وآخرین وخاتم النبیین والمرسلین
محمد بن عبد اللہ ہیں چنانچہ حدیث میں حضرت انس سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی
بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب
بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ
بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد
بن عدنان ہوں ہ اور کون باپ بیٹے کی
بزرگی سے ایسا بزرگ ہوا جیسے عدنان رسول اللہ صلعم
کی وجہ سے بزرگ ہوئے یہاں تک نسب متفق علیہ ہے
اسکے اوپر تا حضرت آدم ع اختلاف ہے ہم اوس سے
آگے نہیں بڑھتے - ابن دحیہ نے کہا ہے کہ علما نے
اسپر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا نسب عدنان
تک بیان کیا اور اس سے آگے نہیں بڑھے اور حضرت
ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم جب اپنا نسب بیان
فرماتے تھے تو معد بن عدنان پر رک جاتے اور دو تین بار فرماتے
تھے کہ نسب بیان کرنیوالے جھوٹ بولے یہ حدیث مسند الفردوس
میں ہے لیکن سہیلی کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ ابن مسعود کا قول ہے

غيره كان ابن مسعود اذا قرء قوله تعالى
الم ياتكم نبأء الذين من قبلكم قوم نوح وعاد
وثمود والذين من بعدهم لا يعلمهم الا الله
قال كذب النسابون يعني انهم يدعون علم
الانساب ونفى الله تعالى علمها عن العباد
وروى عن ابن عمر انه قال انما ننتسب الى
عدنان وما فوق ذلك لا ندرى ما هو
وعن ابن عباس ان بين عدنان واسمعيل
ثلثون ابًا لا يعرفون وقال عروة بن الزبير
ما وجدنا احدًا يعرف بعد معد بن عدنان
وكلام حافظ اليعمري وابن حجر العسقلاني
والقسطلاني وغيرهم صريح في ان من عدنان
الى اسمعيل ومن ابراهيم الى ادم خلاف
ثم اختلف في كراهة رفع النسب من عدنان
الى ادم فذهب ابن اسحق وابن جرير وغيرهما
الى جوازه وعليه البخاري وغيره من العلما
وذهب جمع من اهل العلم الى كراهة ذلك
منهم مالك فانه لما سئل عن الرجل يرفع

اور غیر سہیلی نے کہا کہ جب ابن مسعود آیۃ الم یاتکم نبأء الذین الخ پڑہتے تہے تو کہتے تہے کہ نسب بیان کرنیوالے جہوٹ بولے یعنی وہ لوگ علم انساب کا دعوی کرتے ہین حالانکہ اللہ نے بندون سے اس علم کی نفی کی حضرت عمر سے مروی ہے وہ کہتے تہے کہ ہم عدنان تک انتساب کرتے ہین اور اسکے اوپر نہین جانتے کہ کیا ہے۔
حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عدنان و اسمعیل کے درمیان تیس[۳۰] واسطے ہین جنکے نام نہین معلوم اور عروہ بن زبیر نے کہا کہ مین نے ایسا کسی کو نہین پایا جو عدنان کی بعد جانتا ہو۔ حافظ یعمری و ابن حجر عسقلانی و قسطلانی وغیرہ کا قول صریح یہ ہے کہ عدنان سے حضرت اسمعیل اور حضرت ابراہیم سے حضرت آدم تک اختلاف ہے پہر عدنان سے حضرت آدم تک نسب بیان کرنے کی کراہت مین اختلاف کیا ہے ابن اسحاق و ابن جریر وغیرہ اسکے جواز کی طرف گئے ہین اور اسی پر بخاری اور اور علما ہین اور بعض علما اسکے مکروہ ہونے کی طرف گئے ہین اونہین مین مالک بہی ہین چنانچہ اون سے جب یہ پوچہا گیا کہ ایک شخص اپنا نسب حضرت

[۱] کیا تمکو خبر نہین اون لوگونکی جو تمسے پہلے تہے قوم نوح و عاد اور ثمود اور وہ لوگ جو اونکے بعد تہے اونکی گنتی سوای خدا کے کوئی نہین جانتا ۱۲

نسبه الى ادم فکره ذلك وقال من يخبر به
وقد وردت آثار تفيد منع رفع النسب من
عدنان الى ادم منها ما ورد عنه صلعم انه
قال لا نجاوز عن معد ابن عدنان قال
ابو الفدىٰ وسبب الاختلاف فيما بين عدنان
وادم ان قدماء العرب لم يكونوا اصحاب
كتب يرجعون اليها وانما كانوا يرفعون الى
حفظ بعضهم من حفظ البعض وقال ابن خلدون
ولعل الخلاف انما جاء من قبل اللغة لان
الاسماء ترجمت من العبرانية انتهى وقال
ابن الجوزى ان اليهود اختلفوا اختلافاً
متفاوتاً فيما بين ادم والنوح وفيما بين الانبياء
من السنين وهذا هو سبب الاختلاف وقال
ابن خلدون ان الاباء بينه وبين اسمٰعيل
غير معروفة وتنقلب فى غالب الامر مختلطة
مختلفة بالقلة والكثرة فى العدد فاما نسبته
اليه فصحيحة فى الغالب انتهى وفى سبايك
الذهب لابى الفوز محمد بن امين السويدى
البغدادى وقف النسب صلعم الى عدنان

آدم تک بیان کرتا ہے تو اونکو برا معلوم ہوا کہنے لگے
کہ اوسکو اسکی خبر کس نے دی اور بیشک ایسی حدیثین
وارد ہین جو عدنان سے حضرت آدم تک نسب
ملانے کو منع کرتی ہین اون مین سے یہ حدیث ہی
کہ آپ نے فرمایا کہ معد بن عدنان سے آگے نہ بڑہو
ابو الفدیٰ نے کہا کہ اس اختلاف کا سبب یہ ہے
کہ اگلے عرب لکہے پڑہے نہین ہوتے تہے بلکہ بعض
بعض سے سنکر یاد کر لیتے تہے ابن خلدون نے کہا
کہ شاید اختلاف لغوی ہو اس لیے کہ عبرانی زبان سے
نام ترجمہ کیے گئے ہین انتہے ابن جوزی نے کہا کہ
یہود نے حضرت آدم و نوح کے درمیان بڑا اختلاف
کیا ہے اور انبیا علیہم السلام کے سنون مین بہی
اور یہی سبب اختلاف ہے اور ابن خلدون نے کہا کہ
عدنان اور حضرت سمٰعیل کے درمیان ہین جو واسطے ہین
وہ مشہور نہین اور اکثر اوقات گڑبڑ اور مختلف ہو کر
گہٹ بڑہ جاتے ہین لیکن حضرت سمٰعیل کی طرف
اونکی نسبت غالباً صحیح ہے انتہے۔ سبایک الذہب مصنفہ
ابی الفوز محمد بن امین سویدی بغدادی مین ہے
کہ رسول اللہ صلعم نے عدنان تک انتساب کیا ہے

هذا كما روى ذلك البيهقي وابن عساكر عن
انس وهو المتفق عليه بين النسابين واما
النسب من عدنان الى ادم فقد وقع الاختلاف
فيه قال الحافظ شرف الدين الدمياطي
من بعد ان ساق هذا النسب هكذا ساقه
ابو علي محمد بن اسعد ابن علي النسابه
وقال هذه اصح الطرق واحسنها واوضحها
وهي رواية شيوخنا في النسب انتهى
فالذي ينبغي لنا الاعراض عما فوق عدنان
لما فيه من التخليط والتغيير للالفاظ مع
قلة الفائدة كما في المواهب اللدنية وقال
بعض المحدثين بل فيه احتمال الغلط
فينسبه الى غير ابيه فيقع في الكذب كما
يفهم من الحديث بل يجر الى الشتم لان
نسبة المرء الى غير ابيه شتم وتغيير له بل يلزم
منه القذف والله اعلم اقول المراد من
نفي علمهم نفي العلم التفصيلي باسمائهم
وهو لا ينافي علمها اجمالا وعلم احكامهم فانا
نعلم ان اباء النبي صلعم الى ادم كلهم مسلمون

جیسا کہ بیہقی و ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت
کی اور یہ نسابین میں متفق علیہ ہے لیکن عدنان سے
حضرت آدم تک نسب میں البتہ اختلاف ہے حافظ
شرف الدین دمیاطی نے بعد بیان نسب کے کہا کہ
اسی طرح سے اسے ابو علی محمد بن اسعد ابن علی نسابہ نے
بیان کرکے کہا کہ یہ سب سے زیادہ صحیح و بہتر ہے اور
نسب میں ہمارے شیوخ کی یہی روایت ہے انتہی۔
لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم عدنان سے آگے نہ بڑھیں کیونکہ
اوسمیں باوجود کمی فائدہ الفاظ بدلے اور ملے ہوے ہیں
جیسا کہ مواہب لدنیہ میں ہے اور بعض محدثین نے کہا
کہ اسمیں غلطی کا احتمال ہے کہ غیر باپ کی طرف منسوب
کرکے جھوٹ میں پڑجاے جیسا کہ حدیث سے معلوم
ہوتا ہے بلکہ منجر بشتم ہوجاتا ہے کیونکہ مرد کو اوسکے باپ کے
علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا شتم و تغییر ہے اور اس سے
حد قذف لازم آتی ہے واللہ اعلم میں کہتا ہوں کہ مراد
اونکی نفی علم سے اونکے اسما کے علم تفصیلی کی نفی ہے جو
اوسکے علم اجمالی اور اونکے علم احکام کی منافی نہیں
کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے آبا و اجداد
حضرت آدم تک سب مسلمان تھے جیسا کہ بیان

كما ياتي وان لم نعلم اسمائهم وهذه السلسلة
الشريفة العالية ذات العزة والكرامة والشرف
والجلالة والنبوة والرسالة خيرة خلق الله
وصفوة عباد الله طهرهم وزكاهم ونزههم وذلك
لسيد الاولين والآخرين صلى الله عليه
وزاده شرفا لديه ـ

الفصل الاول - قوله تعالى وقضى

ربك ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا
اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا
تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل
رب ارحمهما كما ربياني صغيرا في الدر المنثور
اخرج ابن جرير وابن المنذر من طريق علي
ابن ابي طلحة عن ابن عباس في قوله
وقضى ربك قال امر واخرج ابن المنذر
عن مجاهد في قوله تعالى وقضى ربك ان
لا تعبدوا الا اياه قال عهد ربك ان لا تعبدوا

ہوگا اگرچہ ہمکو اون سب کے نام نہ معلوم ہوں
اور یہ سلسلہ شریفہ عالیہ معزز و مکرم و صاحب شرف
و جلالت و نبوت و رسالت ہے تمام مخلوق سے
بہتر اور بندگان حق میں سبکا خلاصہ ہے اللہ تعالی ذات
سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے برگزیدہ
و مقدس کیا اور آپ ہی کی وجہ سے اونکی زیادہ بزرگی کی

فصل اول - اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ

وقضی ربک الخ در منثور میں ہے کہ ابن جریر
و ابن منذر طریق علی ابن ابی طلحہ سے اونہون
نے حضرت ابن عباس سے وقضی ربک
کے متعلق یہ روایت کی کہ اس کے معنی آمر
کے ہیں اور ابن منذر نے مجاہد سے اسی
آیت کے متعلق یہ روایت کی کہ اونہون نے
کہا کہ تیرے پروردگار نے اس کا عہد لیا کہ
بجز اوس کے اور کسی کی عبادت نہ کراؤ
ابن ابی حاتم نے حسن سے وبالوالدین احسانا
میں روایت کی کہ احسان بمعنی نیکی ہے میں کہتا ہوں

۱؎ اور حکم دیا تیرے پروردگار نے کہ بجز اوسکے کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے بھلائی کرو اگر وہ تمہارے سامنے بوڑھے ہو جاویں
ایک یا دونوں تو اونھہ نہ کرو اور نہ اون کو جھڑکو اور اون سے ادب سے بات کرو اور اون کے سامنے اپنا سر عاجزی سے
جھکا دو اور کہو اے پروردگار ان دونوں پر رحم کر جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھکو پالا ۱۲

الا اباه واخرج ابن ابی حاتم عن الحسن فی
قوله وبالوالدین احسانا یقول برًّا ۔ اقول
هذه الاٰیة ظاهرة مفسرة منصوصة فی
اسلام والدی رسول الله الی اٰدم اما قولی
ظاهرة فلان الظاهر ما ظهر المراد منه بنفس
الصیغة کذا فی الحسامی وهو تعالٰی امره صلعم
حقیقة بالاحسان الی الوالدین وبالدعاء بالرحمة
لهما وهو ظاهر لفظ الاٰیة بلا اخفاء فان قیل
قد اختلف فی اسلام والدی صلعم اخذا لما
قیل ان بعض الاٰیات والاحادیث تقتضی
عدم اسلامهما فکیف تبقی الظاهر علی حقیقته
اقول من قال بکفرهما فلا یعبأ بقوله لان
عبارة هذه الاٰیة تدل بنفسها علی اسلامهما
فمن قال ذلک بمجرد الاحتمال فلا یسمع حتی
یورد الدلیل کما هو قاعدة الاصول من ان
الظاهر توجب الحکم قطعًا والدلائل اللتی
ذکروها مجروحة مردودة ـ منها اٰیة ولا
تسئل عن اصحاب الجحیم قالوا انها نزلت
فی والده صلعم ففی الدر المنثور اخرج وکیع وسفیان

کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کے والدین اور حضرت آدم
تک کے اسلام کے لیے مفسر و منصوص ہے ۔
لیکن میرا قول ظاهرة اسلیے ہے کہ ظاہر وہ ہے
جس سے بنفس صیغہ مراد ظاہر ہو جیسا کہ حسامی مین ہے
اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو والدین کے ساتھ احسان
اور اونکے لیے دعاے رحمت کرنیکا حقیقتاً حکم دیا اور
یہ لفظ آیت سے صاف ظاہر ہے اگر یہ کہا جاے کہ
آنحضرت صلعم کے والدین کے اسلام مین بعض آیات
و احادیث کو جو اونکی عدم اسلام کی مقتضی ہین لیکر اختلاف
کیا گیا ہی پھر ظاہر لفظ اپنی حقیقی معنی پر کیسے دلالت کریگا تو
مین کہتا ہون کہ اونکے قائل کفر کا قول نہ مانا جائیگا کیونکہ
اس آیت کی عبارت بذاتہا اونکے اسلام پر دلالت
کرتی ہے لہذا جو کوئی بمجرد احتمال یہ کہے گا تو اوسکا
قول حسب قاعدہ اصولی تا وقتیکہ وہ کوئی دلیل
نہ لاے نہ سُنا جائیگا کیونکہ ظاہر حکم کو قطعاً واجب کرتا ہے
اور جو دلائل اونہون نے بیان کیے ہین وہ مجروح
و مردود ہین ۔ اونہین دلائل مین سے آیت ولا
تسئل عن اصحاب الجحیم ہے کہتے ہین کہ
یہ والد آنحضرت صلعم کے حق مین اوتری در منثور مین ہے کہ وکیع و سفیان

ابن عیینه وعبد الرزاق وعبید بن حمید وابن
جریر وابن منذر عن محمد بن کعب القرظی قال
قال رسول الله صلعم لیت شعری ما فعل
ابوای فنزل انا ارسلناك بالحق بشیرا ونذیرا
ولا تسئل عن اصحاب الجحیم فما ذکرهما حتی توفاه
الله قلت هذا مرسل ضعیف الاسناد انتهی
واخرج ابن جریر عن داؤد عن ابن ابی عاصم
ان النبی صلعم قال ذات یوم این ابوای فنزلت
قلت والآخر معضل الاسناد ضعیف لا یقوم به
ولا بالذی قبله حجة انتهی ما فی الدرر
ومنها آیة ما کان للنبی والذین آمنوا ان
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی القربی من بعد
ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم نزلت فی والدیه
ففی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم والحاکم وابن
مردویه والبیهقی فی الدلائل عن ابن مسعود
قال خرج رسول الله صلعم یوما الی المقابر فاتبعناه
فجاء حتی جلس الی قبر منهما فناجاه طویلا
ثم بکی فبکینا لبکائه ثم قام فقام الیه عمر فدعا

ابن عیینه وعبد الرزاق وعبید بن حمید وابن جریر
وابن منذر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہ معلوم میرے ماں باپ کے
ساتھ کیا ہوا اوسوقت آیت انا ارسلناك بالحق الخ
اوتری پھر آپنے اونکو مدۃ العمر یاد نہ فرمایا میں کہتا ہوں
یہ حدیث مرسل ضعیف الاسناد ہے اور ابن جریر نے
داؤد سے اونہوں نے ابن ابی عاصم سے روایت کی
کہ نبی صلعم نے ایک روز فرمایا کہ میرے ماں باپ کہاں ہیں
تب یہ آیت اوتری میری نزدیک دوسری حدیث معضل الاسناد
ضعیف ہی اس سے یا اس سی قبل والی حدیث سے
کوئی حجت قائم نہیں ہوسکتی انتہی ما فی الدرر - اور
اونہیں دلائل میں سے یہ آیت ہے کہ ما کان للنبی الخ
آپکے والدین کے حق میں اوتری در منثور میں ہی کہ ابن
ابی حاتم وحاکم وابن مردویہ وبیہقی نے دلائل میں ابن مسعود سے
روایت کیا کہ آنحضرت صلعم ایک روز قبرستان کی طرف تشریف
لگئے ہم بھی آپکے پیچھے گئے آپ جاکر ایک قبر کی قریب بیٹھ گئے
اور دیر تک مناجات کی پھر روئے ہم بھی روئے پھر آپ کھڑے
ہوئے اور حضرت عمر کھڑے ہو کر آپکے قریب گئے آپنے پہلے اونکو

[1] نبی اور مسلمانوں کو یہ اختیار نہیں ہی کہ مشرکین کے لیے مغفرت چاہیں بعد اسکے کہ اونہیں ظاہر ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں اور اگرچہ وہ انکی قرابت ار ہوں ۱۲

ثم دعانا فقال ما ابكاكم قلنا بكينا لبكائك قال
ان القبر الذي جلست عنده قبر امي آمنة
واني استاذنت ربي في زيارتها فاذن لي واني
استاذنت ربي في الاستغفار لها فلم ياذن لي
وانزل علىّ ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا
للمشركين ولو كانوا اولي قربى فاخذني ما ياخذ
الولد للوالدة من الرقة فذلك الذي ابكاني
ومنها ما اخرج ابن مردويه عن بريدة قال كنت
مع النبي صلعم اذا وقف على عسفان فنظر يمينا
وشمالا فابصر قبر امه آمنة ورد الماء فتوضأ
ثم صلى ركعتين ودعا فلم يفجأنا الا وقد علا بكاؤه
فعلا بكاءنا لبكائه ثم انصرف الينا فقال ما الذي
ابكاكم قالوا بكيت فبكينا يا رسول الله قال وما
ظننتم قالوا ظننا ان العذاب نازل علينا بما
نعمل قال لم يكن من ذلك شيء قالوا فظننا ان
امتك كلفت من الاعمال ما لا يطيقون فرحمتها
قال لم يكن من ذلك شيء ولكن مررت بقبر امي
آمنة فصليت ركعتين فاستاذنت ربي ان
استغفر لها فزجرت زجرا فعلا بكائي ثم دعا براحلته

پھر ہم سبکو بلاکر پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو ہمنے کہا کہ ہم آپکو روتا
دیکھکر روتے آپنے فرمایا کہ میں جس قبر کے پاس بیٹھا تھا وہ میری ماں
آمنہ کی قبر تھی میں نے پروردگار سے اوسکی زیارت کی اجازت
مانگی تو مجکو اجازت ملی پھر جب اونکے لیے استغفار کی اجازت
مانگی تو نہ ملی اور یہ آیت اوتری کہ ما کان للنبی الخ لہذا
ماں کی تکلیف سے جیسا رنج اولاد کو ہوتا ہے مجکو بھی ہوا
اسی لیے میں رویا۔ اور اونہیں دلائل میں سے یہ حدیث ہے
جو ابن مردویہ نے بریدہ سے روایت کی کہ میں عسفان میں آنحضرت صلعم
کے ساتھ تھا آپنے وہاں ٹھہر کر داہنے بائیں دیکھا تو آپکو اپنی والدہ
آمنہ کی قبر دکھائی دی آپنے پانی منگا کر وضو کیا پھر دو رکعتیں
پڑھکر دعا مانگی تو ہم اوسوقت چونکے جب آپکے رونیکی آواز بلند ہوئی
تب ہم بھی زور سے روئے آپنے ہم سے پوچھا کہ تم کیوں روئے ہمنے کہا
کہ یا رسول اللہ آپ روئے تو ہم بھی روئے آپنے فرمایا کہ تم کیا سمجھے
عرض کیا کہ یہ سمجھے کہ عذاب الٰہی ہمپر بوجہ ہمارے اعمال کے نازل ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بات نہیں تھی سب نے کہا کہ پھر شاید آپکی امت کے
اعمال خارج از طاقت کی تکلیف دیگئی ہے جسپر آپکو رحم آیا ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بھی نہیں بلکہ میں اپنی والدہ آمنہ کی قبر پر
گذرا اور دو رکعت نماز پڑھکر خدا سے اونکے لیے اجازت استغفار
چاہی تو جھڑکا گیا اسلیے وفور میں میری آواز بلند ہوگئی پھر سواری

فركبها فاسار الاهنية حتى قامت الناقة لثقل
الوحي فانزل الله ما كان للنبي والذين امنوا ان
يستغفروا للمشركين الايتين. منها ما اخرج ابن
المنذر والطبراني والحاكم وصححه وتعقبه الذهبي
عن ابن مسعود قال جاء ابنا مليكة وهما من
الانصار فقالا يا رسول الله ان امنا كانت تحفظ
على البعل وتكرم الضيف وقد ماتت في الجاهلية
فاين امنا قال امكما في النار فقاما وقد شق
ذلك عليهما فدعاهما رسول الله صلعم فرجعا
فقال الا ان امي مع امكما فقال منافق من الناس
وما يغني هذا عن امه الا ما يغني ابنا مليكة
عن امهما ونحن نطاء عقبيه فقال شاب من
الانصار منا يا رسول الله واين ابواك فقال
رسول الله صلعم ما سالتهما ربي فيعطيني فيهما
وفي لفظ فيطمعني فيهما واني لقائم يومئذ المقام
المحمود الحديث انتهى ما في الدر. ومنها
ما روى مسلم من طريق حماد ابن سلمة عن ثابت
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله صلعم اين
ابي قال في النار فلما قفا دعاه قال ان ابي واباك

منگا کر سوار ہوی اور آہستہ چلی یہانتک کہ ناقہ وحی کی گرانی
سے ٹھہر گیا تب یہ آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی الخ۔ اور
اونہیں دلائل مین سے یہ حدیث ہے جو ابن منذر وطبرانی
وحاکم نے صحیح سمجھکر روایت کی اور ذہبی نے اوسکا تعقب کیا
حضرت ابن مسعود سے اونہون نے کہا کہ ملیکہ کے بیٹے جو انصاری
تھے آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہماری ماں شوہر کی حفاظت
اور مہمان کی مہمانداری کرتی تھی اور وہ جاہلیت مین مر گئی
تو اب وہ کہاں ہے آپنے فرمایا کہ دوزخ مین وہ اوٹھہ کھڑے ہوے
اور اونکو ناگوار ہوا پھر اونکو رسول اللہ صلعم نے بلایا وہ آئے تو
فرمایا کہ میری ماں بھی تمہاری ماں کے ساتھ ہے تب ایک
منافق نے کہا کہ کیا یہ بھی (آنحضرت صلعم) اوسی قدر اپنی
والدہ کے کام آئے جسقدر ملیکہ کے بیٹے اپنی ماں کے اور ہم ان کے
(آنحضرت صلعم کی) پیچھے مین پھر ایک جوان انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ
اور آپکے والدین کہاں ہین آنحضرت نے فرمایا کہ اونکے لیے جو کچھ خدا سے
مانگوں گا وہ مجکو دیگا (اور ایک روایت مین لفظ فیطمعنی ہے)
اور مین بیشک اوس روز مقام محمود مین کھڑا ہونگا انتہی ما فی الدر
اور اونہین دلائل سے یہ حدیث ہے جو مسلم نے طریق حماد ابن سلمہ
اور اونہون نے ثابت اونہون نے انس سے روایت کی کہ ایک شخص نے
کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا دوزخ مین جب وہ لوٹا

فی النار۔ قلت اما قولهم ان اٰیة ولا تسئل الخ نزلت
فی والدیه فمردود بابطال الاحتجاج بالحدیثین
الواردین فی ذلک کما قال السیوطی فی الدر
فی الحدیث الاول منهما قلت هذا مرسل ضعیف
الاسناد وقال فی الثانی منهما قلت والاٰخر معضل
الاسناد ضعیف لا تقوم به ولا بالذی قبله حجة
انتهی کلامه وقال هو ایضا فی حاشیته علی البیضاوی
عند تفسیر هذه الاٰیة قوله یعنی البیضاوی نهی
رسول الله صلعم عن حال ابویه قال الشیخ ولی الدین
العراقی لم اقف علیه فی حدیث۔ اقول ونعما
فعل فانه لم یرد فی ذلک الا اثر معضل ضعیف
الاسناد فلا یعول علیه والذی یقطع به ان الاٰیة
فی کفار اهل الکتاب کالاٰیات السابقة علیها
والتالیة لها وقرر ذلک بابلغ تقریر فی مسالک
الحنفاء فی والدی المصطفی وقال الشیخ الشبر املسی
فی حاشیة المواهب فی مبحث ایمان امه صلعم
عند ذکر حدیث لیت شعری ثم رایت فی مسالک
الحنفاء للجلال الدین السیوطی ان حدیث
لیت شعری ما فعل ابوای فنزلت الاٰیة انتهی

تو پھر اوسکو بلا کر فرمایا کہ میرا اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہین مگر میرے
نزدیک انکا قول کہ آیة ولا تسئل الخ والدین آنحضرت کے حق
مین اوتری یہ مردود ہی اسلیے کہ دونوں حدیثین جنسے حجت لائی گئی ہی
باطل ہین جیسا کہ سیوطی نے درمنثور مین متعلق حدیث اول کہا کہ
میرے نزدیک یہ مرسل ضعیف الاسناد ہی اور دوسری کی متعلق کہا
کہ معضل الاسناد ضعیف ہے اس سے یا اس سے پہلی والی حدیث سے
کوئی حجت نہین قایم ہو سکتی کلام سیوطی تمام ہوا اونھین نے
حاشیہ بیضاوی مین اس آیة کی تفسیر مین کہا کہ بیضاوی کا
یہ قول کہ آنحضرت صلعم اپنے والدین کا حال پوچھنے سے روکے گئے تو شیخ ولی الدین
عراقی نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ یہ کون حدیث ہے مین کہتا ہون
کہ کیا خوب کہا ہی کیونکہ اسکی متعلق کوئی حدیث بجز حدیث معضل
ضعیف الاسناد کے مروی نہین ہے اسکا اعتبار نہین اور جس سے
یقینا قطع ہوتی ہی وہ یہ ہی کہ یہ آیة آیات سابقہ اور بعد والی آیات
کی طرح کفار اہل کتاب کے حق مین ہی اور اسکی متعلق نہایت بلیغ
تقریر مسالک الحنفاء فی والدی المصطفی مین کی گئی اور شیخ
شبراملسی نے حاشیہ مواہب مین مبحث ایمان والدہ آنحضرت صلعم مین
حدیث لیت شعری کے ذکر مین کہا ہی کہ پھر مین نے مسالک
الحنفاء مصنفہ جلال الدین سیوطی مین دیکھا کہ حدیث لیت
شعری الخ کسی معتمد حدیث کی کتاب مین نہین نکلی

فی شیٔ من کتب الحدیث المعتمدة وانما ذکره فی
بعض التفاسیر بسند منقطع لا یحتج به ولا یعول
علیه ثم ان هذا مردود بوجوه اخر من جملة الاصول
والبلاغة واسرار البیان انتهی ما ذکر فی الحاشیة
وفی رسالة عبد الحلیم ابن حاتم بن عمر بن اسحاق
بن فرید بن رکن الدین ابن مبارك فی بیان
اسلام ابوی النبی صلعم قال وحدیث یا لیت
شعری لم یخرج فی شیٔ من کتب الحدیث مع انه
معارض لما اخرجه ابن الجوزی من حدیث
علی مرفوعاً هبط جبرئیل علیّ فقال ان الله یقرئك
السلام ویقول انی حرمت النار علی صلب انزلك
وبطن حملك وحجر کفلك انتهی واما قوله ایة
ما کان للنبی الخ نزلت فی حق ابویه فمردود بانها
نزلت فی حق المشرکین وسبب نزولها ان النبی صلعم
کان یستغفر لعمه ابی طالب وان بعض الصحابة
کان یستغفر لوالدیه وهما مشرکان اخرج البخاری
ومسلم واحمد بن ابی شیبة والنسائی وابن
جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ
وابن مردویه والبیهقی فی الدلائل عن سعید

بلکہ اسکو بعض تفسیرون مین بسند منقطع ذکر کیا ہی جس سے نہ کوئی
حجت لائی جا سکتی اور نہ وسپر خیال ہو سکتا ہی علاوہ برین
یہ کئی وجہون سے منجملہ اصول و بلاغت و اسرار بیان مردود
ہی مضمون مذکورہ حاشیہ ختم ہوا رسالہ عبد الحلیم بن حاتم
بن عمر بن اسحاق بن فرید بن رکن الدین ابن مبارک مین
جو بیان اسلام والدین آنحضرت صلعم مین ہی لکہا ہی کہ حدیث
یا لیت شعری کسی حدیث کی کتاب مین نہین نکلی
علاوہ برین اوس حدیث کی معارض ہی جو ابن جوزی نے
حدیث علی سے مرفوعاً روایت کی کہ جبرئیل مجہپر اوترے اور
کہا کہ اللہ نے آپسے بعد سلام یہ کہا ہی کہ مین نے دوزخ حرام
کی اوس پشت پر جسنے تجکو اوتارا اور اوس شکم پر جسنے تجکو اوٹہایا
اور اوس گود پر جسنے پرورش کی انتہی لیکن اونکا یہ قول کہ آیت
ما کان للنبی الخ والدین آنحضرت صلعم کی بارہ مین اوتری
تو یہ مردود ہی کیونکہ یہ آیت مشرکین کے حق مین اوتری
جسکا شان نزول یہ ہی کہ جب آنحضرت صلعم اپنے چچا ابی طالب
کیلیے استغفار کرتے تھے ویسے بعض صحابہ بہی اپنے مشرک والدین
کے لیے استغفار کرتے تھے بخاری و مسلم و احمد و ابن ابی شیبہ
و نسائی و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم
و ابو الشیخ و ابن مردویہ و بیہقی نے دلائل مین سعید

بن المسيب عن ابيه قال لما حضرت ابا طالب
الوفاة دخل النبي عنده الى ان قال لاستغفرن
لك ما لم انه عنك فنزلت ما كان للنبي وروى
ذلك عن علي وعمر ابن دينار ومحمد ابن كعب
القرظي وسعيد بن مسيب والقتادة والحسن
واخرج الطيالسي وابن ابي شيبة واحمد والترمذي
والنسائ وابو يعلى وابن جرير وابن المنذر وابن
ابي حاتم وابو الشيخ والحاكم وصححه ابن مردويه
والبيهقي في شعب الايمان والضياء في المختارة
عن علي قال سمعت رجلا يستغفر لابويه وهما
مشركان فقلت لتستغفر لابويك وهما مشركان
قال اولم يستغفر ابراهيم لابيه فذكرت ذلك
للنبي صلعم فنزلت ما كان للنبي وروي عن ابن
عباس من طريق علي ابن ابي طلحة انهم كانوا
يستغفرون لهم حتى نزلت ونحوه عن محمد بن كعب
فهذه صريحة في ان الاية نزلت في حق عمه
ابي طالب وحق غيره والديه واما ما روي عن ابن
عباس من طريق عطية العوفي وعكرمة انها
نزلت في ابيه فقال السيوطي اولا بانه ضعيف

بن المسیب سے اونہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ
وقت وفات ابو طالب آنحضرت صلعم اونکے پاس گئے یہاں تک
کہ آپنے فرمایا کہ میں تمہارے لیے استغفار کیے جاؤنگا جبتک روکا
نہ جاؤں تب آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی اور یہی علی
وعمر وابن دینار ومحمد بن کعب قرظی وسعید بن المسیب وقتادہ
وحسن سے روایت کی گئی اور طیالسی وابن ابی شیبہ واحمد
وترمذی ونسائی وابو یعلی وابن جریر وابن منذر وابن
ابی حاتم وابو الشیخ وحاکم نے روایت کی جسکی تصحیح ابن مردویہ
نے کی اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے مختارہ میں
حضرت علی سے کہ میں نے ایک مرد کو اپنے مشرک والدین کے حق میں
استغفار کرتے سنا تو کہا کہ کیا تم اپنے مشرک ماں باپ کے لیے
استغفار کرتے ہو تو اوسنے کہا کہ کیا حضرت ابراہیم نے اپنے باپ
کے لیے استغفار نہیں کیا میں نے یہ بات آنحضرت صلعم سے ذکر کی تو
آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی اور حضرت ابن عباس سے
بروایت علی ابن ابی طلحہ مروی ہے کہ وہ لوگ اپنے آبا واجداد
کے لیے استغفار کرتے تھے تب آیۃ اوتری اور ایسا ہی محمد بن کعب سے
مروی ہے پس یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ یہ آیۃ آنحضرت کے چچا
ابی طالب وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی لیکن جو ابن عباس سے
بطریق عطیہ عوفی وعکرمہ مروی ہے کہ یہ آیۃ آپکے والد کے بارہ میں

معلول لان عطية ضعيف وهو مخالف لرواية
علي بن ابي طلحة المتقدم وعلى ثقة جليل و
رد الثاني بان سنده ضعيف لا يعول عليه
وكذلك يرد بان الاحاديث المتقدمة مصرحة
بانها نزلت في حق ابي طالب وغيره من المشركين
واما حديث بريدة الذي اخرجه ابن مردويه
وفيه انه عليه السلام مر على قبر امه ثم
استاذن ان يستغفر لها فبكى الخ فانزل الله
ما كان للنبي فظاهره ان سبب نزول الاية
قصة امه وهذا مردود لما تقدم ان الاحاديث
الكثيرة المشتهرة خرجت بان سبب نزولها قصة
عمه ابي طالب وما كانوا يستغفرون لابائهم
المشركين سوى اباء النبي واما الاستيذان في الاستغفار
والنهي عنه فعلى تقدير ثبوته فهو لا ينافي ثبوت
اسلامهما بل يمكن الجمع بينه وبين ما تقدم بان
استغفاره لهما ما كان لاجل الشرك بل استغفار
مخصوص كاستغفاره ان لا يكون عليها عذاب
بالكلية فنهي عن ذلك لاحتمال استحقاقهما
بعض عذاب تطهيرا كما يشير اليه ما في اية

اوتری تو سیوطی نے کہا کہ اولاً تو یہ ضعیف معلول ہے کیونکہ عطیہ
ضعیف ہے نیز یہ روایت علی بن ابی طلحہ کی مخالف ہے جو پہلے گذری
اور علی ثقہ جلیل ہیں اور دوسری کو اس طرح رد کیا کہ اسکی سند
ضعیف ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور ایسے ہی رد ہوتی ہے اسطرح کہ اگلی
کہ پہلی حدیثیں اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ یہ آیۃ ابی طالب
و دیگر مشرکین کے حق میں اوتری لیکن بریدہ کی وہ حدیث جسکو
ابن مردویہ نے روایت کیا جسمیں ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی والدہ
کی قبر پر گذرے پھر انکے لیے استغفار کی اجازت مانگی اور روئے تب
اللہ نے آیۃ ما کان للنبی اوتاری پس ظاہر حدیث سے یہ ہے
کہ اس آیۃ کا سبب نزول آپکی والدہ کا قصہ ہے اور یہ روایت مردود
ہے جیسا کہ گذرا کہ احادیث کثیرہ مشہورہ سے مروی ہے کہ اوسکا
سبب نزول آپکے چچا ابی طالب اور ان لوگوں کا قصہ ہے جو اپنے
آبا مشرکین کے لیے استغفار کرتے تھے بجز آبا نبی صلعم کے لیکن
استغفار کی اجازت مانگنا اور اوس سے منع کیا جانا اگر ثابت ہو
تو بھی انکے ثبوت اسلام کو منافی نہیں بلکہ جمع بین الروایتین
یوں ممکن ہے کہ انکے لیے آنحضرت کا استغفار بسبب شرک کے نہیں تھا
بلکہ اسلیے کہ ان پر بالکل عذاب نہ ہو مخصوص استغفار تھا
لہذا اس سے بوجہ احتمال استحقاق بعض عذاب تطہیر
روکے گئے جس کی طرف آیت ولیطہرکم

اهل بيته وليطهركم تطهيرا الا انها اقرب من
اهل بيته وهذا العذاب لا ينافي الاسلام كعذاب
بعض عصاة المومنين فلما نهي عنه فلذلك علا
بكائه شفقة عليها من العذاب على ان في هذا
الحديث ان قبر امه صلعم بعسفان وهو على
مرحلتين من مكة ويخالفه حديث عايشة
ان قبرها بالحجون وهو بمكة ويخالفه ايضا رواية
ان قبرها بالابواء لما توفيت فيه وهو بين مكة والمدينة
والى المدينة اقرب واما ما فيه من عدم الاذن
وكذا في غيره من الاحاديث فيخالفه حديث عايشة
الذي رواه الطبراني بسنده عنها انه عليه السلام
نزل الحجون كئيبا حزينا فاقام به ما شاء الله عز وجل
ثم رجع مسرورا قال سالت ربي عز وجل فاحيا
لي امي فامنت بي وايضا رواه الخطيب عن
عايشة مرفوعا ورواه ابن شاهين عنها ذهبت
بقبر امي فسالت الله ان يحييها فاحياها الله
فامنت بي وردها الله قال ابن ناصر هو موضوع
وفي اسناده محمد بن زياد النقاش ليس بثقة
واحمد بن يحيى الحضرمي ومحمد بن يحيى الزهري

تطہیرا جو اہل بیت کے حق میں نازل ہوئی اشارہ
کرتی ہے اسلیے کہ وہ آپکے اہل بیت سے اقرب تہیں اور یہ عذاب
منافی اسلام نہیں جیسے بعض گنہگار مومنین کا عذاب
پس اس ممانعت سے بسبب اونکے حال پر شفقت کے رونے میں آپکی
آواز بلند ہوگئی علاوہ اسکے اس حدیث میں ہے کہ آنحضرت
کی والدہ کی قبر عسفان میں ہے جو مکہ سے دو کوس ہے اسکی مخالف
حضرت عایشہ کی یہ حدیث ہوتی ہے کہ اونکی قبر حجون میں ہے
جو مکہ میں ہے اور اوسکی مخالف یہ روایة بھی ہے کہ اونکی قبر
ابوا میں ہے جہان وفات پائی اور وہ بیچ مکہ معظمہ مدینہ
منورہ ہے بلکہ مدینہ سے قریب ہے لیکن اوس حدیث میں عدم
اجازت جو مذکور ہے اور حدیثون میں بھی تو اوسکی مخالف حضرت
عایشہ کی یہ حدیث ہے جو طبرانی نے اپنی سند سے اونسے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم حجون میں ملول غمگین اوترے اور بہت دیر تک ٹھہرے
رہے پھر خوش خوش پلٹے اور فرمایا کہ میں نے خدا سے سوال کیا اور
میری والدہ کو میرے لیے زندہ کردیا وہ مجھپر ایمان لائین خطیب نے
مرفوعا حضرت عایشہ سے اور ابن شاہین نے بھی اونسے روایت کی
کہ میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور خدا سے اونکو زندہ کردینے کا سوال کیا
اوسنے اونکو زندہ کردیا وہ مجھپر ایمان لائین پھر قبر میں واپس گئین ابن ناصر نے
کہا کہ یہ موضوع ہے اور اسکی اسناد میں محمد بن زیاد نقاش ہے

مجهولان قلت وقال ابن حجر في اللسان اما
محمد بن يحيى فليس بمجهول بل معروف
وقال في الميزان في ترجمة احمد بن يحيى
الحضرمي روى عن حرملة التجيبي ويعينه
ابن يونس واما النقاش فقال الذهبي
صار شيخ المقربين في عصره على ضعف فيه
وقد اطال في اللآلي الكلام على هذا الحديث
وقال الصواب بالضعف لا بالوضع وقد
الفت في ذلك جزءً انتهى وايضا روى
ابو حفص ابن شاهين في كتاب الناسخ
والمنسوخ له بلفظه قالت عائشة حج بنا
رسول الله صلعم حجة الوداع فمر بي على عقبة
الحجون الى ان قالت ثم عاد وهو فرح متبسم
فقال ذهبت لقبر امي فسألت ربي ان
يحييها فاحياها فآمنت بي وصحح الحديث
جماعة ولكن يمكن الجمع بين حديث عائشة
واحاديث عدم الاذن بانه منع اولا ثم احييت
بعد ذلك وآمنت به فيكون حديث عائشة
ناسخا لما يخالفه من الاحاديث كما ذكره السيوطي

جو ثقہ نہين اور احمد بن يحيى حضرمى و محمد بن يحيى زہری يہ دونون
مجہول ہين مين نے کہا کہ ابن حجر نے لسان الميزان مين
لکہا ہے کہ محمد بن يحيى مجہول نہين بلکہ معروف ہے اور ميزان مين
احمد بن يحيى حضرمى کے ترجمہ مين لکہا ہے کہ حرملہ تجيبى سے
روايت کی اور اوسکو ابن يونس نے اعانت دی ليکن نقاش
تو ذہبی نے کہا کہ باوجود ضعف روايت کے وہ اپنے زمانہ مين
شيخ المقربين ہوئے اور لآلی مين اس حديث پر بہت بحث کی ہے
اور کہا کہ بہتر قائل ضعف ہونا ہے نہ قائل وضع ہونا اور
مين نے اس بارہ مين ايک جزو تاليف کيا ہے نيز ابو حفص
ابن شاہين نے کتاب ناسخ و منسوخ مين بلفظہ روايت کی
کہ حضرت عايشہ نے کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلعم نے
حجۃ الوداع کيا اور عقبہ حجون پر گذری يہانتک کہ حضرت عايشہ نے
فرمايا کہ پھر آپ خوش خوش ہنستے لوٹے اور فرمايا کہ اپنی والدہ کی
قبر پر گيا اور خدا سے اونکو زندہ کرنيکا سوال کيا اوسنے زندہ
کر ديا وہ مجہپر ايمان لائين اور ايک گروہ نے حديث کی تصحيح کی
ليکن حضرت عايشہ کی حديث اور دوسری حديثون مين جو
دربارہ عدم اذن ہين جمع يون ممکن ہے کہ آنحضرت پہلے منع کيے گئے پہر
اونکی والدہ زندہ کی گئين اور وہ ايمان لائين تو حديث حضرت
عايشہ اپنی مخالف حديثون کی ناسخ ہوگی جيسا کہ سيوطی نے

في الرسالتين بقوله وقد جعل هؤلاء الائمة اي الذين
صححوا حديث عائشة هذا الحديث ناسخا للاحاديث
الواردة بما يخالف ذلك ونصوا على انه متاخر عنها
فلا تعارض بينه وبينها فقول هؤلاء الائمة معتبر
وقول النافين لا يسمع لان المثبت مقدم على
النافي واما ما روى مسلم عن انس من حديث ان ابي
واباك في النار فهو اشبه الاحاديث التي تعلقوا بها
في نسبة علم نفيها وروى مسلم من طريق حماد بن سلمة
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله اين
ابي قال في النار فلما قفى دعاه فقال ان ابي
واباك في النار لم يتفق عليه الرواة وانما
ذكره حماد بن سلمة عن ثابت وقد خالفه
معمر عن ثابت فلم يذكر ان ابي واباك في النار
ولكن قال له اذا مررت بقبر كافر فبشره بالنار
وهذا اللفظ لا دلالة فيه على والده صلى الله عليه وسلم
بامر البتة وهو اثبت من حيث الرواية فان
معمرا اثبت من حماد ثم قال وقد وجدنا الحديث
ورد من حديث سعد ابن ابي وقاص
بمثل لفظ رواية معمر عن ثابت عن انس

اپنے دو رسالوں میں یہ قول ذکر کیا ہے کہ ان
ان ائمہ نے جنہوں نے حدیث عائشہ کو صحیح مانا
اس حدیث سے اونکی مخالف حدیثوں کو اس لیے
منسوخ کیا ہے کہ وہ اون سے متاخر ہے لیس ان دونوں میں
تعارض نہیں تو ان ائمہ کا قول معتبر ہو اور نفی کرنے والونکا
قول غیر مسموع کیونکہ مثبت نافی پر مقدم ہے لیکن مسلم نے
انس سے جو روایت کی کہ ابی واباک فی النار تو یہ
اشبہ ہیں ہر کہ شاید کے باعث آنحضرت صلعم کی نسبت
اوسکے خلاف ہے اور مسلم نے بطریق حماد بن سلمہ انس سے روایت کیا
کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے
فرمایا دوزخ میں جب وہ لوٹا تو پھر اوسکو بلایا اور فرمایا کہ
میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہے یہ حدیث متفق علیہ نہیں اوسکو
حماد بن سلمہ نے ثابت سے ذکر کیا اور معمر نے ثابت سے اوسکے
مخالف یوں ذکر کیا کہ فلم یذکر ان ابی واباک فی النار
لیکن اوس سے یہ فرمایا کہ جب تجھے کسی کافر کی قبر پر گذر ہو تو اوسکو
دوزخ کی بشارت دے اور یہی الفاظ جن میں آنحضرت صلعم کے والد کی
کسی طرح کوئی دلالت نہیں اور بحیثیت روایت اثبت ہیں کیونکہ
معمر حماد سے اثبت ہیں پھر کہا کہ ابھی ایک حدیث پائی جو سعد
ابن ابی وقاص سے مروی ہے وہ بھی ایسی ہی جیسی معمر نے ثابت سے اور ان

فروى البزار والطبراني والبيهقي من طريق
ابراهيم ابن سعد عن الزهري عن عامر
ابن سعد عن ابيه ان اعرابيا قال لرسول
الله صلعم اين ابي قال في النار قال فاين
ابوك قال حيث مررت بقبر كافر فبشره بالنار
وهذا الاسناد على شرط الشيخين فتعين
الاعتماد على هذا اللفظ وتقديمه على غيره
وقد زاد الطبراني والبيهقي في اخره قال
فاسلم الاعرابي بعد فقال لقد كلفني رسول
الله تعبا ما مررت بقبر كافر الا بشرته بالنار
انتهى وقال الشيخ ابن حجر في شرح الهمزية
ما ملخصه وحديث مسلم قال رجل
يا رسول الله اين ابي قال في النار فلما
قفا دعاه فقال ان ابي واباك في النار
واظهر تاويل عندي انه اراد بابيه عمه
ابا طالب لما تقرر ان العرب تسمي العم ابا
وقرينة المجاز فيه الآية الآتية الشاهدة
بخلافه على اصح محاملها عند اهل السنة
وان عمه الذي كفله بعد جده عبد المطلب

انس نے روایت کی پس بزار و طبرانی و بیہقی نے طریق ابراہیم
بن سعد سے اونہوں نے زہری سے اونہوں نے عامر بن سعد سے اونہوں
نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلعم سے
پوچھا کہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ میں کہا کہ اور آپکے باپ
فرمایا کہ جب تو کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت
دے اور یہ اسناد شرط شیخین پر ہیں تو اس لفظ پر اعتماد اور
اسکے غیر پر اسکے تقدیم متعین ہوئی اور طبرانی و بیہقی نے اسکے
آخر میں یہ زیادہ کیا پھر اعرابی اسلام لایا اور کہا کہ مجھکو
رسول اللہ نے تکلیف فرمایا کسی کافر کی قبر پر میں نہیں گذرا
مگر اوسکو دوزخ کی بشارت دی انتہیٰ اور شیخ ابن حجر نے شرح
ہمزیہ میں کہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک
مرد نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ میں
میرے نزدیک ظاہر اس کی تاویل یہ ہے کہ آپ نے
ابیہ سے اپنے چچا ابوطالب کو مراد لیا اس لیے کہ
عرب چچا کو باپ کہتے ہیں اور اہل سنت کے نزدیک
قرینہ مجاز آیندہ آیت میں صحیح محمل پر اسکے خلاف
شاہد ہے اور چچا وہ تھے جنہوں نے عبد المطلب کے بعد
آپ کو پرورش کیا یا قبل آپ پر اس آیت وما کنا
معذبین نازل ہونے کے ہو جیسا کہ مروی ہے

اوكان ذلك قبل ان ينزل عليه وما كنا
معذبين كما وقع انه سئل عن اطفال المشركين
فقال هم مع ابائهم ثم سئل عنهم فذكر انهم
في الجنة انتهى ويمكن انه اراد بهذه النار
بالنسبة الى ابيه نار التطهير التي هي لبعض
عصاة المومنين وانما اطلقها تسلية لذلك
الرجل لما رأه غضبان فهو من باب التعريض
خشية ان يرتد ولا يلزم من ذلك الكفر واما
حديث امي مع امكما فهو ضعيف وتصحيح الحاكم
له رده في الدر بقوله ولتعقبه الذهبي وايضا
قال عبد الحليم في رسالة في اسلام اباء الكرام
واما حديث امي مع امكما فضعفه الدارقطني
فبين الذهبي ضعفه وحلف عليه يمينا
شرعيا انتهى على ان ذكر المعية في النار لا يلزم
منه الكفر بل يتعين حمله على نار التطهير كما
تقدم ذلك في حديث ان ابي واباك وما
يرد ما ذكروه من الدلائل ايضا ما تقرر في القواعد
الاصولية والكلامية باتفاق الاشاعرة من
ان اهل الفترة ناجون وانهم في الجنة ومرد

آپ سے مشرکین کے لڑکون کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا
کہ وہ اپنے باپون کے ساتھ ہین پھر پوچھا گیا تو فرمایا کہ
وہ جنت مین ہین اور ممکن ہے کہ اس آگ سے جسے اپنے
والد کی طرف منسوب کیا نار تطہیر مراد لی ہو جو بعض گنہگار
مومنین کے لیے ہے اور یہ آپنے اوس شخص سے اوسے غصہ مین
پاکر بطور تسلی کہا ہو جو محض اس اندیشہ سے کہ کہین مرتد نہو جائے
اس سے کفر لازم نہین آتا لیکن حدیث امی مع
امکما تو ضعیف ہے اور حاکم کی تصحیح کو در مین
اپنے اس قول سے کہ ولتعقبه الذهبی رد کیا ہے
نیز عبد الحلیم نے اپنے رسالہ اسلام آباء الکرام مین
لکھا ہے کہ حدیث امی مع امکما کو دارقطنی نے
ضعیف کیا ہے اور ذہبی نے اوس کا ضعف
بیان کیا اور اوسپر قسم شرعی کہائی انتہی - علاوہ
اسکے ذکر معیت فی النار کفر کو لازم نہین بلکہ اسکا
قیاس نار تطہیر پر کیا جائے گا جیسا کہ حدیث ان
ابی واباک مین گذرا اور راون کے دلائل یون
رد ہوتے ہین کہ قواعد اصولیہ وکلامیہ مین
باتفاق اشاعرہ مقرر ہے کہ اہل فترت ناجی
اور جنتی ہین نیز اس طرح بھی کہ بنی آدم مین اصل

ايضاً بان الاصل في بني آدم الاسلام لوجهين
احدهما ان آدم مسلم وثانيهما قوله صلعم
ما من مولود يولد الا على فطرة الاسلام وهو
قوله تعالى الست بربكم قالوا بلى وكذا في
نوح وابراهيم الاسلام لوجهين احدهما انهم
على فطرة الاسلام وثانيهما انهما مسلمان لا
ترى ان كل من ولد في قوم فهو على دينهم
حتى يثبت من الخارج خلافه فمن ولد في
المسلمين فهو مسلم ومن ولد في اليهود والنصارى
فهو منهم وهذا شائع الى زماننا هذا ويترتب
عليه الاحكام فمن تكلم بكفر اولاد المسلمين
فعليه اثبات الذي يعارض هذا الحكم
والتحقيق في ولد ابراهيم انهم على ملته
وما بعث اليهم رسول سوى اسمعيل وهو
على ملة ابيه وملته ما نسخت وباقية
الى زمن نبينا صلعم بل ملة نبينا هي ملة
ابراهيم لقوله تعالى ملة ابيكم ابراهيم هو
سمكم المسلمين وقوله اتبع ملة ابراهيم حنيفا

اسلام ہے بدو وجہ ایک یہ کہ حضرت آدم مسلم تھے
دوسرے یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی مولود
ایسا نہیں جو فطرۃ اسلام پر نہ پیدا ہوتا ہو اور وہ
اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے کہ الست بربکم
قالوا بلی اور اسی طرح اولاد حضرت نوح و ابراہیم میں بھی
اسلام دو وجہوں سے ہے ایک یہ کہ وہ لوگ فطرۃ اسلام
پر تھے دوسری یہ کہ وہ دونوں مسلم تھے کیا تمکو یہ نہیں معلوم
کہ جو کسی قوم میں پیدا ہو وہ اونہیں کے دین پر ہے جب تک
بظاہر اوسکے خلاف ثابت نہ ہو تو جو شخص مسلمانوں میں
پیدا ہوا وہ مسلم ہے اور جو یہود و نصاری میں پیدا ہوا
وہ اونہیں سے ہے اور یہ ابتک شایع ہے اور اسی پر احکام
مترتب ہوتے ہیں تو جو کوئی مسلمانوں کی اولاد کی کافر ہونیکے
متعلق کہے وہ اس حکم کی خلاف ثابت کرے اور اولاد حضرت
ابراہیم کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ وہ اونکے مذہب پر تھی اور اونکی بابت
بجز حضرت اسمعیل کے کوئی رسول نہیں بھیجا گیا اور وہ بھی
اپنے والد کی تبع تھے اور اونکا مذہب منسوخ نہیں ہوا تھا آنحضرت کے
حضرت کے زمانہ تک باقی رہا بلکہ آنحضرت کی ملت ملت ابراہیمی ہی
تھی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ملۃ ابیکم الخ یا اتبع ملۃ الخ

۱ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں کہا سب نے ہاں ہے ۱۲ ۲ تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنا دیا ہے)
اوس نے پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے ۱۲ ۳ پیروی کر مذہب ابراہیم کی جو شرک سے پاک ہے۔

فعلى هذا كلهم مسلمون الا من يثبت كفره
وليسوا من اهل الفترة بل على الفطرة
واما قولي منصوصة فلان النص ما ازداد
وضوحا على الظاهر بمعنى في المتكلم نحو قوله
تعالى فانكحوا ما طاب لكم من النساء الاية
فانه ظاهر في الاطلاق ونص في بيان العدد لانه
سيق الكلام لاجله كذا في الحسامي علم منه
ان زيادة وضوح النص على الظاهر بسوق
الكلام لاجل المعنى الظاهر من نفس الصيغة
ولا شك ان الكلام ههنا سيق لحصر العبادة
في الله والاحسان الى الوالدين ومنه الدعا
بالرحمة المامور به في قوله وقل رب ارحمهما
وذلك هو الظاهر من لفظ الاية واما قولي
مفسرة فلان المفسر ما ازداد وضوحا على
وجه لا يبقى فيه احتمال التخصيص والتاويل
كذا في كتب الاصول فزيادة وضوحه على النص
هو عدم احتماله التخصيص والتاويل فان الالف
واللام في الوالدين للاستغراق بحسب هذه

اسلیے سب مسلمان تھے بجز اونکے جنکا کفر ثابت ہوا اور
اہل فترت میں نہیں تھے بلکہ فطرۃ پر تھے اور میرا قول یہ
منصوصة اس لیے ہے کہ نص وہ ہے جو ظاہر سے متکلم کے
معنًا وضاحت بڑھا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
کہ فانکحوا الآیۃ پس یہ اطلاق میں ظاہر ہے اور بیان
عدد میں نص کیونکہ سیاق کلام اسی لیے ہے جیسا
کہ حسامی میں ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ وضوح
نص کی ظاہر پر زیادتی ہی سیاق کلام ہے کیونکہ
نفس صیغے سے معنی ظاہر ہیں اور بیشک یہاں پر کلام
حصر عبادت فی اللہ و احسان الی الوالدین و دعا
رحمت کے لیے سیاق ہے جسپر وقل رب ارحمہما
میں حکم کیا گیا ہے اور یہی لفظ آیۃ سے ظاہر ہے
اور میرا قول مفسرۃ اس لیے ہے کہ مفسر وہ ہے
جو ایسی وضاحت بڑھا دے جس سے احتمال تخصیص
وتاویل باقی نہ رہے جیسا کہ کتب اصول میں ہے
تو نص پر اوسکی زیادہ وضاحت یہی عدم احتمال
تخصیص وتاویل ہے اور یہاں پر احتمال تخصیص
وتاویل یوں نہیں ہے کیونکہ والدین میں الف لام

۱ پس نکاح کرو تم جو تم کو بھلی معلوم ہوں عورتوں سے ۱۲

القاعدة الاصولية وهو قولهم لام التعريف
اما للعهد الخارجي والذهني واما للاستغراق
الجنس واما لتعريف الطبيعة لكن العهد
هو الاصل ثم الاستغراق ثم تعريف الطبيعة
كذا في التوضيح فاذا لم يتحقق العهد تعين
الاستغراق فيشمل كل والدين فهو بحسب
ظاهره عام مستغرق لجميع افراده لكنه يحتمل
احتمال التخصيص وارادة البعض فلما وردت
الاحاديث المصرحة باسلام الكل ثبت ان
المراد العموم وارتفع احتمال التخصيص والعام
يثبت فيه الحكم قطعا فتحقق قطعية دخول
كل ابائه في عموم وبالوالدين احسانا او قل
رب ارحمهما فان قيل اطلاق لفظ الوالدين
حقيقة انما هو على الطبقة الاولى وعلى ما فوقها
مجاز واستغراق اللفظ حقيقته ومجازه
لا يصح قلنا استعمال اللفظ في حقيقته ومجازه
المتعارفين معا جائز عند الشافعي اذا لم يتناف
المعنيان فكيف اذا دل الدليل على ارادة
الكل واما عند ابي حنيفة فهو من باب عموم

یہ قاعدہ اصولی استغراقی ہے اور اصولیون کا یہ قول ہے
کہ لام تعریف یا عہد خارجی یا ذہنی کے لیے ہے یا
استغراق جنس یا تعریف طبیعت کے لیے لیکن عہد
اصل ہے پھر استغراق پھر تعریف طبیعت ایسا ہی توضیح
مین ہے لہذا جب لام عہد ثابت نہ ہوگا تو لام استغراق
مقرر ہوگا جو کل والدین کو شامل اور بظاہر عام اور
اوسکے کل افراد کو مستغرق ہوگا لیکن اوسمین احتمال تخصیص
وارادہ بعض باقی رہیگا پس جب احادیث مصرحہ سبکے اسلام
کے متعلق وارد ہونگی تو یہ ثابت ہوگا کہ عموم مراد ہے اور
احتمال تخصیص و نہ رہجائیگا اور عام مین حکم قطعا ثابت ہوگا
پس وبالوالدین اسکے عموم مین کل آباء و اجداد کا
داخل ہونا قطعی طور پر متحقق ہے اگر یہ کہا جائے کہ لفظ والدین
کا اطلاق طبقہ اولی پر حقیقۃ اور اوسکے مافوق پر مجازا ہے
اور استغراق لفظ حقیقت و مجاز مین ایک ساتھ صحیح نہین تو
ہم کہین گے کہ لفظ کا استعمال اپنے حقیقت و مجاز متعارف
مین ایک ساتھ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اگر دونون
معنی ایک دوسرے کے منافی نہ ہون پس کیونکر نہ
جب دلیل ارادہ کل پر دلالت کرے لیکن امام ابو حنیفہ
کے نزدیک وہ باب عموم مجاز سے ہے اگر کہا جائے

المجاز فان قيل يحتمل ان الالف واللام ههنا
بدل المضاف اليه وان المعنى ولوالديكم
احسانا وقل رب ارحم والدي فكيف يكون
للاستغراق قلنا فعلى هذا الوالدان مضاف
الى الضمير المبدل عنه الالف واللام والاضافة
تكون عهدية واستغراقية كما قال الچلبي في
حاشية البيضاوي في سورة ابراهيم الاضافة
كلام التعريف تكون عهدية وجنسية فحيث
لا عهد تحمل على الاستغراق انتهى فحملها
على الاستغراق يكفي فيه عدم ظهور العهد
فكيف اذا دلت الدليل على ارادة الاستغراق
فثبت الاستغراق والعموم من هذا الوجه
ايضا وحكم العام المحتمل الخصوص عند
بعض العلماء الوقف حتى يظهر ما يدل على
ارادة العموم والخصوص فهو عنده مجمل
كما ذكره البزدوي فالوالدان ههنا يكون مجملا
في ان المراد كل السلسلة او بعضها فالدلائل
المثبتة للاستغراق بينت المراد وفسرت
الاجمال وصارت الاية قطعية من هذا الوجه

کہ یہاں پر الف و لام بدل مضاف الیہ کو محتمل ہے
جسکے معنی یہ کہ و لوالدیکم الخ لہذا استغراق کیلیے
کیسے ہوگا تو ہم کہیں گے کہ اس حالت میں والدان
ضمیر مبدل عنہ کی طرف مضاف ہوگا لام تعریفی اور
اضافت دونوں عہدی و استغراقی ہوسکتی ہیں جیسا کہ
چلپی نے حاشیہ بیضاوی میں سورۃ ابراہیم میں کہا کہ
اضافت لام تعریف کی طرح عہدی و جنسی بھی ہوتی
ہے تو جہاں عہد نہیں وہاں استغراق پر محمول ہوگی انتہی
تو حمل استغراقی میں عدم ظہور عہد کافی ہے جب دلیل
ارادہ استغراق پر دلالت کریگی تو استغراق و عموم
اس وجہ سے بھی ثابت ہوگا اور حکم عام محتمل خصوص
بعض علما کے نزدیک توقف ہے جبتک وہ چیز جو
ارادہ عموم و خصوص پر دلالت کرتی ہے ظاہر ہو جاے
پس بعض کے نزدیک مجمل ہے جیسا کہ بزدوی نے
ذکر کیا تو والدان یہاں مجمل ہوگا اس امر میں کہ مراد
کل یا بعض سلسلہ ہے پس دلائل مثبتہ استغراق نے
مراد ظاہر کردی اور اجمال کی تفسیر کردی اور اس
وجہ سے بھی قاعدۂ اصولی کے موافق یہ آیۃ
قطعی ہوگئی عنایہ میں ہے کہ خبر واحد جب بیان

ایضاً بحسب القاعدة الاصولية قال فی العنایة خبر الواحد اذا لحق بیاناً للمجمل کان الحکم بعده مضافاً الی المجمل دون البیان انتهی۔ اما قولی محکمة فی اسلام والدی النبی صلعم الی ادم فلان المحکم ما ازداد قوة واحکم المراد منه عن التبدیل والتبدیل لا تکون الا بالنسخ ولا نسخ ههنا فی حق الوالدین فان قوله وبالوالدین احساناً وقل رب ارحمهما لفظ عام وقد تقدم ان المراد استغراق افراد الوالدین الی ادم ثم انه مع ذلک عام فی الوالدین المسلمین والکافرین وقد کانت الصحابة یستغفرون لآبائهم الکفار وکذلک استغفر صلعم لعمه ابی طالب حتی نزلت ما کان للنبی الخ وآیة وما کان استغفار واستغفر لهم او لا تستغفر لهم فهذه الآیات صارت ناسخة لطلب الرحمة للکافرین من الآیة الاولی ولکن لسبب ورود النسخ اشتبه علی النبی صلعم المراد من وقل رب ارحمهما فی حق والدیه بالخصوص وحکمه باق فی حقهما لکونهما مسلمین

مجمل کے لاحق ہو تو حکم اوس کے بعد مجمل کی طرف مضاف ہوگا نہ بیان کی طرف انتہے۔ لیکن میرا یہ قول کہ محکمة فی اسلام الخ یہ اس لیے ہے کہ محکم وہ ہے جس کے معنی زوردار ہوں اور مراد قوی اوس سے تبدیل ہے اور تبدیل بغیر نسخ ناممکن اور نسخ یہاں پر حق والدین میں ہی نہیں کیونکہ جناب باری کا ارشاد وبالوالدین الخ لفظ عام ہے اور اوپر گذر چکا کہ افراد والدین کا استغراق آدم تک مراد ہے علاوہ اس کے یہ والدین مسلمین وکافرین میں عام ہے صحابہ اپنے آبا کفار کے لیے استغفار کیا کرتے تھے آنحضرت صلعم نے بھی اپنے چچا ابو طالب کے لیے استغفار کیا تو آیات ما کان استغفار اور استغفر لهم او لا تستغفر لهم نازل ہوئیں تو یہ آیتیں کفار کے حق میں استغفار کرنے کے لیے پہلی آیۃ سے ناسخ ہوئیں لیکن بسبب ورود نسخ آنحضرت پر یہ امر مشتبہ ہوا کہ قل رب ارحمهما سے اونکے والدین ہی کے حق میں خصوصاً مراد ہے اور اوس کا حکم ون کے حق میں بوجہ اون کے مسلمان ہونیکے باقی ہے یا عدم اسلام سے منسوخ ہوا تو یہ آیتیں

او منسوخ لعدم اسلامهما فصارت الآيات
في حقهما مجملة ولهذا الاشتباه كان صلعم يقول
يا ليت شعري ما فعل ابواي على تقدير ثبوته
فبعد ذلك اخبر صلعم باسلامهما فزال الاجمال
هذه الآية وصارت محكمة في اسلامهما۔

الفصل الثاني

اعلم انه قال صلعم ولدت
من نكاح لا من سفاح السفاح هو الزنا في
رد المحتار حاشية در المختار قوله صلعم ولدت
من نكاح لا من سفاح اي لا من زنا والمراد
به نفي ما كانت عليه الجاهلية من ان المرأة
تسافح رجلا مدة ثم يتزوجها اوقد استدل
بالحديث المذكور في الفتح ايضا ووجهه انه صلعم
سمى ما وجد قبل الاسلام من انكحة الجاهلية
نكاحا ولا يقال انه فيه اساءة ادب لاقتضا
ئه كفر الابوين الشريفين مع ان الله احياهما له
وآمنا به كما ورد في حديث ضعيف لانا نقول
ان الحديث اعم بدليل رواية الطبراني وابي نعيم
وابن عساكر خرجت من نكاح ولم اخرج من
سفاح من لدن آدم الى ان ولدني ابي وامي

اون کے حق مین مجمل ہو گئین اسی اشتباہ سے آنحضرت
فرمایا کرتے تھے کہ کاش یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے
والدین کے ساتھ کیا ہوا بر تقدیر اوسکے ثبوت کے
پھر جب آنحضرت کو اونکے اسلام کی خبر دیگئی تو اوس آیت کا اجمال
جاتا رہا اور یہ آیت اونکے ثبوت اسلام کے لیے مفسر ہو گئی

دوسری فصل

آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ
مین نکاح سے پیدا ہوا نہ سفاح سے۔ سفاح یعنی زنا رد المحتار
حاشیہ در مختار مین ہے کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا نہ سفاح سے یعنی نہ زنا سے اس سے مراد رسم جاہلیت
کی نفی ہے وہ یہ کہ عورت مرد سے ایک مدت تک ملتی
پھر نکاح کر لیتی تھی اور فتح مین بھی اسی حدیث سے استدلال
کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے نکاحہای جاہلیت
قبل اسلام کا نکاح نام رکھا یہ نہ کہا جائیگا کہ بوجہ اقتضائے
کفر والدین آنحضرت صلعم اسمین بے ادبی ہے حالانکہ اللہ نے
انکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے جیسا کہ
حدیث ضعیف مین ہے اسلیے کہ ہم کہین گے کہ حدیث عام ہے
بدلیل روایت طبرانی و ابی نعیم و ابن عساکر کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا زنا سے نہین ہوا آدم سے اب تک حتی کہ میرے
ماں باپ نے مجکو پیدا کیا سفاح جاہلیت سے مجھی بالکل

لم يصبهما من سفاح الجاهلية شيء انتهى
فينبغي للعاقل ان يتحقق ان ليس في هذه
السلسلة الشريفة كافر لان الكفر اشد من
الزنا فاذا لم يكن فيها الزنا فكيف يكون الكفر
وايضاً الاسلام يعلي شرافة النسب كما ذكره
الفقهاء وقد خفي ذكر اسلامهما بين المتأخرين
وكان مستوراً عن المتقدمين اذ العلم نور
يقذفه الله في القلوب فاجمع رسالات
في هذا الباب وابدع مقالات جمعت فيها
السؤال والجواب رسائل الشيخ جلال الدين
السيوطي فانه كتب في هذه المسألة ستة
رسائل وبسط فيها المقالات والدلائل فقال
السيوطي اولاً في الديباجة الرسالة الثالثة
هذا ثالث مؤلف الفته في مسئلة والدى
رسول الله صلعم وهو اخصرها واوجزها واقول
ذهب جمع كثير من الائمة الاعلام الى انهما
ناجيان ومحكوم بهما بالنجاة في الآخرة وهم
اعلم الناس باقوال من خالفهم وقال بغير
ذلك ولا يقصرون عنهم في الدرجة ومن

لگاؤ نہین۔ تو عقلمند کو یقین کرنا چاہیے کہ اس سلسلہ شریفہ
مین کوئی کافر نہین کیونکہ کفر زنا سے سخت ہے جب زنا نہ ہوگی
تو کفر کیسے ہوگا نیز یہ کہ اسلام شرافت نسب بڑھاتا ہے جیسا کہ
فقہا نے ذکر کیا اور اون کے اسلام کا ذکر متاخرین
مین پہلا متقدمین سے پوشیدہ تھا کیونکہ علم ایک
نور ہے جسکو اللہ قلوب مین ڈالتا ہے تو اس بارہ
مین شیخ جلال الدین سیوطی کے بطور سوال وجواب
نہایت جامع رسالے ہین اور اونہون نے اس
مبحث مین مدلل و بسیط چھہ رسالے لکھے اور اولاً
تیسرے رسالہ کے دیباچہ مین لکھا کہ مسئلہ والدین
رسول اللہ صلعم مین یہ میری تیسری مختصر مفید تالیف
ہے پس مین کہتا ہون کہ بہت سے مشہور ائمہ
اس طرف گئے ہین کہ وہ دونون ناجی ہین اور
اونکی آخرت مین نجات پانے کا حکم دیا گیا ہے
اور وہ لوگ مخالفین کے اقوال سب سے زائد
جانتے تھے اور اون سے درجہ مین کم نہین ہین
اور اون سے زیادہ کون آثار و احادیث کا حافظ
اور دلائل مستدلہ کا ناقد ہے کیونکہ وہ لوگ تمام
علوم کے جامع اور فنون پر حاوی ہین خصوصاً

احفظ الناس للاحاديث والآثار ومن انقد
الناس للادلة التي استدل بها اولئك
فانهم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون
من الفنون خصوصاً الاربعة التي يستمد
منها هذه المسئلة فانها مبنية على ثلاث
قواعد كلامية واصولية وفقهية وقاعدة
رابعة مشتركة بين الحديث واصول الفقه
مع ما يحتاج اليه من سعة الحفظ في الحديث
وصحة النقد له وطول الباع في الاطلاع
على اقوال الائمة وجمع متفرقات كلامهم
فلا يظن بهم انهم لم يقفوا على الاحاديث
التي استدل بها اولئك معاذ الله بل
وقفوا عليها وخاضوا غمرتها واجابوا عنها
بالاجوبة المرضية لا يردها منصف واقاموا
لما ذهبوا اليه ادلة كالجبال الرواسي انتهت
الديباجة ثم قال فيها وقد اختلف القائلون
بالنجاة على سبل -

السبيل الاول انهما لم تبلغهما الدعوة
لانهما كانا في زمن فترة عم الجهل فيها اهل

وہ چار فن جن سے اس مسئلہ مین مدد لی جاتی ہے
پس وہ مبنی ہے تین قواعد کلامیہ و اصولیہ
و فقہیہ پر اور چوتھا قاعدہ حدیث و اصول
فقہ مین مشترک ہے مع اون چیزون کے جن کی
حدیث شریف کی وسعت کے ساتھ حفظ
کرنے اور صحت نقد اور اقوال ائمہ پر
جو کچھہ اطلاع ہو اوس پر طویل بحث کرنے
اور اون کے متفرق کلام جمع کرنے مین ضرورت
ہے تو اون پر یہ گمان نہین ہو سکتا کہ معاذ اللہ
وہ اون احادیث مستدلہ سے واقف نہین تھے
بلکہ واقف تھے اور اوسکی دشواریون مین خوض
کیا اور بجوابات مرضیہ اوس کے جوابات
دیے تھے جن کو کوئی منصف رد نہین کرسکتا
اور جس امر کی طرف گئے اوس پر نہایت مضبوط
دلائل قائم کیے دیباچہ تمام ہوا پھر کہا کہ
قائلین نجات نے کئی طریقون سے اختلاف
کیا ہے -

پہلی سبیل - یہ کہ اونکو دعوت نہین پہونچی کیونکہ
وہ اوس زمانہ فترت مین تھے جبکہ مشرق و مغرب والون

المشرق والمغرب فلم يكن اذ ذاك احد
يبلغ الدعوة على وجهها مع انهما قبضتا في
حداثة السن ولم يبلغا سنا يحتمل الوقوف
على الاخبار والفحص عنها بالاسفار فان والده
عاش نحو ثمان عشرة سنة ووالدته عاشت
نحو العشرين مع كونها مخدرة وحكم من
لم تبلغه الدعوة باتفاق الائمة الشافعية
من الفقهاء والائمة الاشاعرة من اهل
الكلام واصول الفقه انه يموت ناجيا
ويدخل الجنة نص على ذلك الامام الشافعي
انتهى قلت اصول الاشاعرة ان من مات
ولم تبلغه الدعوة يموت ناجيا واما الماتريدية
فان مات قبل مضى مدة يمكنه فيه التامل
ولم يعتقد ايمانا ولا كفرا فلا عقاب عليه
بخلاف ما اذا اعتقد كفرا ومات بعد المدة
غير معتقد شيئا نعم البخاريون من الماتريدية
وافقوا الاشاعرة وحملوا قول الامام لا عذر
لاحد في الجهل بخالقه على ما بعد البعثة
واختاره المحقق ابن الهمام في التحرير لكن

جہل پہیل گیا تہا اور کوئی ایسا بہی نہ تہا جو تبلیغ
دعوت کرتا علاوہ اسکے اون کی وفات شروع
جوانی مین ہوگئی اونکی عمر اتنی ہوئی نہین جو وہ خبرون
سے واقف ہوتے یا سفر کرکے تلاش کرتے اسلیے
کہ آپکے والد کی اٹہارہ اور والدہ کی تقریبًا بیس
سال کی عمر ہوئی باوجود اون کے مخدرہ ہونے کے
اور جس کو دعوت نہ پہونچی وہ باتفاق ائمہ فقہاے
شافعیہ و اشاعرہ اہل کلام و اصول فقہ ناجی ہے
اور جنت مین داخل ہوگا اسپر امام شافعی دلیل لاے
ہین انتہی اور اصول اشاعرہ یہ ہین کہ جو بحالت دعوت
نہ پہونچنے کے مرے وہ ناجی ہے لیکن ماتریدیہ کے
نزدیک اگر اتنی مدت گذرنے سے پہلے جسمین تامل ممکن
تہا مر گیا اور نہ ایمان کا معتقد ہوا نہ کفر کا تو اوس پر
عذاب نہین بخلاف اوس کے جو کفر کا معتقد ہوا اور
کچہہ مدت کے بعد بلا کسی اعتقاد کے مر گیا البتہ
بخاریہ جو ماتریدی ہی ہین اشاعرہ کے موافق ہین
اور امام کے قول کو حمل کیا ہے کہ کسی کا عذر جہالت
خدا کی نسبت بعد البعثت چل نہین سکتا اور محقق ابن
ہمام نے اسے تحریر مین اختیار کیا ہے لیکن یہ

هذا فی غیر من مات معتقد الکفر فقد صرح
النووی والفخر الرازی بان من مات قبل البعثة
مشرکا فهو فی النار وعلیه حمل بعض المالکیة
ما صح من الاحادیث فی تعذیب اهل الفترة
بخلاف من لم یشرک منهم ولم یوحد بل بقی
عمره فی غفلة من هذا کله ففیهم الخلاف وبخلاف
من اهتدی منهم بعقله کقس ابن ساعدة وزید
ابن عمر ابن نفیل فلا خلاف فی نجاتهم وعلی هذا
فالظن فی کرم الله تعالی ان یکون ابواه صلعم
من احد هذین القسمین بل قیل ان اٰبائه
کلهم موحدون لقوله تعالی وتقلبک فی
الساجدین لکن رداه ابو حیان فی تفسیره
بانه قول الرافضة ومعنی الآیة وترددک
فی تصفح احوال المتهجدین فافهم وفی مناقب
الکردری من مات علی الکفر ابیح لعنه الا
والدی رسول الله لثبوت ان الله احیاهما
له حتی اٰمنا به فی شرح الهمزیة لابن حجر
الهیتمی قوله لثبوت ان الله احیاهما یعنی
لثبوت ذلک فی حدیث ذکره غیر واحد

جو معتقد کفر نہ مرے نووی و فخر رازی نے تصریح کی ہے
کہ جو کوئی قبل بعثت مشرک مرا وہ دوزخی ہے اور یہی
بعض مالکیہ کا قیاس ہے بوجہ اون احادیث صحیح کے
جو تعذیب اہل فترت کے متعلق ہین بخلاف اوسکے
جو نہ مشرک ہوا اور نہ موحد اور عمر غفلت مین کٹی اوسکے
متعلق البتہ اختلاف ہے یا وہ لوگ جنہون نے اپنی
عقل سے ہدایت پائی جیسے قس ابن ساعدہ و زید
بن عمر بن نفیل تو انکے نجات مین اختلاف نہین اسی لیے
خدا کے کرم سے یہ امید ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین
بھی انہین کسی قسم مین ہونگے بلکہ کہا گیا ہے کہ آپکے
کل آبا موحد تھے کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے
کہ وتقلبک فی الساجدین لیکن ابو حیان نے
اپنی تفسیر مین اسکو رافضیہ کا قول کہکر رد کیا ہی اور معنی
آیة یہ کہی ہین کہ تمہارا تردد تہجد گزارون کی حالات پر نظر
کرنے مین اور مناقب کردری مین ہی کہ حالت کفر مین مرنے والے
پر لعنت مباح کی گئی بجز والدین آنحضرت کے اس ثبوت سے کہ
اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے
شرح ہمزیہ ابن حجر ہیتمی مین ہی کہ قولہ لثبوت ان اللہ
احیاهما یعنی بوجہ اسکے حدیث سے ثبوت کے جسکو ایک سے زائد

من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن فيه وهو
ان الله احياهما فآمنا به خصوصية لهما ومحل
كون الايمان لا ينفع بعد الموت في غير الخصوصية
وقد صح انه عليه السلام ردت عليه الشمس
بعد مغيبها فعاد الوقت حتى صلى العصر اداء
كرامة له فكذا هذا انتهى واحياء الوالدين بعد
موتهما لا ينافي كون النكاح كان في زمان الكفر
ولا ينافي ايضا ما نسب الى الامام في الفقه الاكبر
ولا ما في صحيح المسلم وكون الايمان عند المعاينة
غير نافع فكيف بعد الموت فذلك في غير الخصوصية
التي اكرم الله بها نبيه صلعم وقال العلماء الآيات
والاحاديث ناسخة لكل ما خالفها من الاحاديث
في مسلم وغيره وقد مضى على هذه المسئلة
جماعة آخرهم امام الحفاظ ابن حجر العسقلاني
انتهى ما قال السيوطي۔

السبيل الثاني۔ ان الله احياهما له
فآمنا به وذلك في حجة الوداع وقد مال الى
هذا السبيل طائفة كثيرة من الائمة وحفاظ
الحديث واستندوا من حديث عائشة اخرجه

حفاظ نے ذکر کیا ہے اور جسنے اسمین طعن کیا اوسکی طرف متوجہ
نہین ہوے اور وہ یہ کہ اللہ نے اونکو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے
یہ اونکی خصوصیت تھی اور وہ محل جہان پر ایمان بعد موت
نافع نہین خصوصیت کے علاوہ ہی اور بیشک صحیح ہو آنحضرت پر
آفتاب بعد غروب کو کیا گیا اور وقت لوٹ آیا اور آپنے
نماز عصر پڑہی تو جیسے وہ آپکی بزرگداشت کے لیے ہوا ویسے
یہ بہی اور حیات والدین بعد موت نکاح زمانہ کفر کی منافی
نہین اور نہ اوسکے منافی جو فقہ اکبر مین امام کی طرف
منسوب کی گئی اور نہ اوسکی جو صحیح مسلم مین ہے اور ایمان کا
وقت معاینہ غیر نافع ہونا تو پہر بعد موت کیسے ہو سکتا ہے
تو یہ اوس خصوصیت کی علاوہ ہے جس سے اللہ تعالے نے
اپنے نبی صلعم کو بزرگ کیا اور علمانے کہا کہ آیات و احادیث
اون کل باتونکی ناسخ ہین جسکے مخالف حدیثین مسلم وغیرہ مین
ہین اور اس مسئلہ پر ایک جماعت گذری جنکے آخر امام حفاظ
ابن حجر عسقلانی ہین۔ قول سیوطی تمام ہوا۔

دوسری سبیل۔ یہ کہ اللہ نے اونکو آنحضرت صلعم کے لیے
زندہ کیا اور وہ اونپر ایمان لائے اور یہ واقعہ حجۃ الوداع مین
ہوا اور اسکی طرف بہت سی ائمہ و حفاظ حدیث مائل
ہوے ہین اور حدیث حضرت عائشہ سے استناد کیا ہے

ائمة وجعلوه ناسخاً لما خالفه من الاحاديث ونصوا على انه متأخر عما خالفه وقد ايد بعضهم بالقاعدة التي اتفق عليها الامة انه ما اوتي نبي من الانبياء معجزة الا واوتي نبينا صلعم مثلها وقد احيا الله لعيسى الموتى من قبورهم ولموسى قتيل بني اسرائيل ولم ينقل عن نبينا من ذلك غير هذه القصة فلا بد ان تكون له

السبيل الثالث - انهما كانا على التوحيد ودين ابراهيم كما كان على ذلك طائفة من العرب كزيد ابن عمرو ابن نفيل وقس ابن ساعدة وغيرهما ومشى على هذا الطريق الامام فخر الدين الرازي وزاد ان اٰباء النبي كلهم الى اٰدم على التوحيد لم يكن فيهم مشرك انتهى ومؤيد هذا القول احاديث منها ما اخرج البيهقي والطبراني وابو نعيم عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم ان الله خلق الخلق فاختار من الخلق بني اٰدم واختار من بني اٰدم العرب واختار من العرب مضر واختار من مضر قريش واختار من قريش بني هاشم واختارني من بني هاشم فانا من خيار الى خيار

جسکو ائمہ نے روایت کیا اور اوسے اوسکی مخالف حدیثوں کا ناسخ کیا اور اس امر پر دلیل لائے کہ وہ اپنی مخالف سے متاخر ہے اور بعض نے اوسکی تائید اوس قاعدہ سے کی ہے جسپر امت متفق ہوئی جو یہ ہے کہ کسی نبی کو ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جو آپکو نہ دیا گیا ہو اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کیلیے مُردون کو قبر سے اور موسیٰ علیہ السلام کیلیے قتیل بنی اسرائیل کو زندہ کر دیا اور ہمارے حضرت سے ایسا کوئی معجزہ بجز اسکے منقول نہیں لہذا ضرور ہے کہ ایسا ہوا ہو

تیسری سبیل - یہ کہ وہ توحید و دین ابراہیمی پر تھے جسپر اکثر اہل عرب تھے جیسے زید ابن عمر بن نفیل وقس بن ساعدہ وغیرہ اور اسی طرف امام فخر الدین رازی گئے ہین اونہون نے اتنا اور کہا ہے کہ آبا نبی صلعم حضرت آدم تک سب موحد تھے کوئی مشرک نہ تھا اور اس قول کی موید حدیثین ہین جن مین سے یہ ہے جو بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے خلق کو پیدا کیا اور اوس مین بنی آدم کو چھانٹ لیا اور بنی آدم سے عرب اور عرب سے مضر اور مضر سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے مجکو تو مین بہتر سے بہترین ہون -

واخرج البیهقی عن محمد ابن علی ان رسول
اللّٰه صلعم قال کذا واخرج البیهقی والطبرانی
وابونعیم عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه صلعم
ان اللّٰه قسم الخلق قسمین فجعلنی فی خیرهما
قسما ثم جعل القسمین اثلاثا فجعلنی فی خیرها
ثلثا ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلنی فی خیرها
قبیلة ثم جعل القبائل بیوتا فجعلنی فی خیرها
بیتا واخرج البیهقی وابن عساکر من طریق مالک
عن الزهری عن انس ان النبی صلعم قال ما
افترق الناس فرقتین الا جعلنی اللّٰه فی خیرهما
فاخرجت من بین ابوی فلم یصبنی شیء من
الجاهلیة وخرجت من نکاح ولم اخرج من
سفاح من لدن آدم حتی انتهیت الی ابی
وامی فانا خیرکم ابا واخرج الترمذی وحسنه
البیهقی وابونعیم عن العباس بن عبد المطلب
قال قال رسول اللّٰه صلعم ان اللّٰه حین خلقنی
جعلنی من خیر خلقه ثم حین خلق القبائل
جعلنی من خیرهم قبیلة وحین خلق الانفس جعلنی
من خیر انفسهم ثم حین خلق البیوت جعلنی من خیر بیوتهم

اور بیہقی نے محمد بن علی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
ایسا ہی فرمایا اور بیہقی و طبرانی و ابونعیم نے حضرت ابن عباس سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے خلق کو دو قسموں پر تقسیم
کیا اور مجھکو بہتر قسم میں کیا پھر دونوں کا ثلث کیا اور مجھ
اون میں بہتر ثلث میں مجھکو رکھا پھر اونکے قبائل بنائے
اور مجھکو بہتر قبیلہ میں رکھا پھر قبائل کے گھر بنائے اور مجھکو
بہتر گھر میں رکھا اور بیہقی و ابن عساکر نے بطریق مالک
زہری سے اور اونھوں نے انس سے روایت کی کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ فرقہ فرقہ ہوا کیے اور
بہتر فرقہ میں مجھکو اللہ نے رکھا یہانتک کہ میں اپنے
ماں باپ سے پیدا ہوا اور مجھکو جاہلیت کی کسی چیز سے
لگاؤ نہیں اور میں نکاح سے ہوا نہ زنا سے آدم سے لیکر
اپنے ماں باپ تک پس میں تم لوگوں سے نسب میں اچھا
ہوں اور ترمذی نے روایت کی اور بیہقی نے اس روایت کو
حسن قرار دیا اور ابونعیم نے عباس بن عبد المطلب سے
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے جب مجھکو پیدا کیا تو
بہتر خلق میں رکھا پھر جب قبائل پیدا کیے تو بہتر
قبیلہ میں رکھا اور جب نفسوں کو پیدا کیا تو بہتر نفوس میں
رکھا پھر جب گھروں کو پیدا کیا تو بہتر گھروں میں رکھا

واخرج البخاري عن ابي هريرة ان رسول
الله صلعم قال بعثت من خير قرون بني آدم
قرنا فقرنا حتى بعثت من القرن الذي كنت فيه
واخرج ابونعيم من طرق عن ابن عباس قال
قال رسول الله لم يزل ينقلني من الاصلاب
الطيبة الى الارحام الطاهرة مصفى مهذبا
لا تتشعب شعبتان الا كنت في خيرهما واخرج
مسلم والترمذي عن واثلة ابن الاسقع قال
قال رسول الله ان الله اصطفى من ولد
ابراهيم اسمعيل ومن اسمعيل بني كنانة ومن
بني كنانة قريشا ومن قريش بني هاشم واصطفاني
من بني هاشم واخرج ابن سعد عن ابي صالح
عن ابن عباس قال قال رسول الله خير العرب
مضر وخير المضر بنو عبد مناف وخير بني عبد مناف
بنو هاشم وخير بني هاشم بنو عبد المطلب والله
ما افترق فرقتان منذ خلق الله آدم الا كنت
في خيرهما واخرج البيهقي والطبراني في الاوسط
وابن عساكر عن عائشة قال قال رسول الله قال لي
جبرئيل قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا

اور بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ میں بہترین قرون بنی آدم میں قرنا بعد قرن بھیجا
ہوا یہانتک کہ اوس قرن میں مبعوث ہوا جسمیں کہ ہوں
اور ابونعیم نے کئی طریقوں سے ابن عباس سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں ہمیشہ اصلاب طیبہ سے
ارحام طاہرہ میں مصفے و مہذب منتقل ہوتا رہا اور جب
دو شاخیں ہوئیں تو میں بہتر شاخ میں ہوا اور مسلم و ترمذی نے
واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ اللہ نے اولاد ابراہیم میں سے اسمعیل اور اولاد اسمعیل میں بنی کنانہ
اور بنی کنانہ میں قریش اور قریش میں بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں
مجکو برگزیدہ کیا اور ابن سعد نے ابی صالح سے اونہوں نے
ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
بہترین عرب مضر اور بہترین مضر بنو عبد مناف اور بہترین
بنو عبد مناف بنو ہاشم اور بہترین بنی ہاشم بنو عبد المطلب ہیں
اور خدا کی قسم آدم کے وقت سے ابتک جب کبھی دو گروہ
ہوئے تو میں بہتر گروہ میں ہوا کیا اور بیہقی و طبرانی نے
اوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جبرئیل
نے کہا کہ میں روے زمین پر پھرا مگر کسی کو

افضل من محمد صلعم ولم اجد بني اب افضل من
بني هاشم واخرج ابن عساكر عن ابي هريرة قال
قال رسول الله صلعم ما ولدتني بغي قط منذ خرجت
من صلب آدم ولم تنازعني الامم كابرا عن كابر
حتى خرجت من افضل حيين من العرب
هاشم وزهرة كذا في الخصائص انتهى فهذه
الاحاديث مصرحة بالاصطفا والافضلية لكل
طبقة كان صلعم فيها من آدم الى ابويه فيهم
كلهم مسلمون لما تقرر انه لا يتحقق الا باسلامهما
ومن جملة هذه الاحاديث حديثا الصحيحين البخاري
ومسلم وان مثلهما غيرهما في التنزيه لاشتراكهما
في المعنى كحديث ابن عباس ما بين نوح وآدم
من الآباء كانوا مسلمين او على الاسلام وكحديث
علي وابن عباس ما خلت الارض من بعد
نوح الخ وغيرها من الاحاديث المصرحة باسلام
الآباء انتهى وايضا ذكر السيوطي في سبيل الرابع
دليلا آخر حيث قال ثم وجدت له ادلة قوية ما بين عام
وخاص والعام مركب من مقدمتين احدهما حديث
البخاري وثانيهما الحديثان اللذان على شرط الشيخين

محمد صلعم سے اور بنی ہاشم سے کسی قبیلہ کو افضل نہ پایا اور ابن عساکر نے
ابی ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھکو ہرگز کبھی
بدکار عورت نے پیدا نہیں کیا جب سے کہ مین پشت آدم سے نکلا اور ہمیشہ
امتین ایک دوسرے سے جھگڑتی رہین یہانتک کے مین بہترین
قبائل عرب ہاشم و زہرہ سے ظاہر ہوا جیسا کہ خصایص الکبریٰ
مین ہے انتہیٰ پس حضرت آدم سے اپنے والدین تک جس جس
طبقہ مین آپ تشریف لائے ہر طبقہ کی فضیلت و بزرگی
پر حدیثین شاہد ہین تو وہ سب مسلمان تھے چنانچہ مسلم با تسلیم ہے
کہ یہ امر بغیر اونکے اسلام کے ثابت نہین ہو سکتا اور منجملہ
ان حدیثون کے دو حدیثین صحیح بخاری و مسلم کی ہین اور
ویسی ہی اور بھی تنزیہ مین چند اونکے معنون مین مشترک ہونیکے
جیسے ابن عباس کی حدیث کہ درمیان آدم و نوح سے آبا
مسلمان تھے یا اسلام پر تھے یا جیسے علی و ابن عباس کی
حدیث کہ ما خلت الارض الخ وغیرہ جو اسلام
آبا کی تصریح کرتی ہین انتہے سیوطی نے سبیل رابع مین ایک
دلیل اور بھی یہ ذکر کی ہے کہ اور مین نے اوسکے لیے قوی
دلیلین مابین عام و خاص پائی ہین پس عام دو مقدمون سے
مرکب ہین ایک حدیث بخاری اور دوسری
اون دو حدیثون سے جو بر شرط شیخین ہین

وحصل النتيجة منها ان كل السلسلة العالية
على التوحيد انتهى ملخصاً فهذه النتيجة ايضاً
التي لحقت الاية بيانا بمقتضى القاعدة الاصولية
المتقدمة فثبت ان هذه السلسلة مسلمة مرحومة
لان كل السلسلة ثبت من وبالوالدين احسانا
بحيث الاستغراق واسلامهما ثبت من وقل
رب ارحمهما فان قيل كيف يتوجه اليه هذه الخطابات
مع ان ابويه وقت نزولها كانا ميتين فلم يبلغا عنده
الكبر ولم يتحقق التربية عنهما فلا يصدق فيه
فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة - اقول لو كان
كذلك لزم ان كل من كان ابواه ميتين لا يتوجه
وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما والدعاء بالرحمة
لهما من الاحسان فلو لم يتوجه هذه الخطابات
الى من مات ابواه لا يحسن ومن الاحسان طلب الرحمة
لهما وليس فليس فيتحقق ان هذه الخطابات عامة
يتعلق لكل ما يليق به فقوله ان لا تعبدوا الا
اياه يتعلق بالمومن والكافر وان مات ابواهما ولا
بالوالدين وطلب الرحمة لهما يتعلق بالمومنين

نتیجہ اوس سے یہ حاصل ہوا کہ پورا سلسلہ عالیہ توحید پر تھا انتہی تو نتیجہ
بھی بیان آیت میں اوس قاعدہ اصولیہ کے مقتضی ہی جو بیان ہو چکا
لاحق ہوا تو ثابت ہوا کہ یہ سلسلہ مسلمہ مرحومہ ہے کیونکہ پورا سلسلہ
بحیثیت استغراق وبالوالدین احسانا سے اور اونکا
اسلام وقل رب ارحمھما سے ثابت ہوا اگر یہ کہا
جائے کہ یہ خطابات آپکی طرف کیسے منسوب ہونگی حالانکہ
آپکے والدین نزول آیت کے قبل وفات پا چکے تھے
اور بوڑھے نہیں ہوئے تھے اور نہ تربیت اونسے ثابت
ہوتی تھی تو ہمیں آیۃ فلا تقل لھما اف الخ صادق نہ آئیگی
میں کہتا ہوں کہ اگر ایسا ہوتا لازم آتا کہ جسکے ماں باپ
مر جاتے اوسکو وبالوالدین الخ پر توجہ نہ دلائی جاتی
حالانکہ دعائے رحمت اونکے لیے احسان ہے اگر
یہ خطابات اوسکی طرف نہ متوجہ ہوتے جسکے ماں باپ
مرگئے تو وہ اون سے احسان نہ کرتا جو اون کے لیے
طلب رحمت ہے اور جب یہ نہیں تو وہ نہیں لہذا ثابت
ہوا کہ یہ خطابات عام ہیں اور ہر شخص سے جو اسکے لائق ہو
متعلق لہذا ارشاد ان لا تعبدوا الخ مومن وکافر سے
متعلق ہے اگرچہ اونکے ماں باپ مر چکے ہوں اور
احسان بالوالدین وطلب رحمت مومنین سے متعلق

وان مات ابواهم ما لم يمنع منه كفرهما
ولا تقل لهما اف ولا تنهرهما واخفض لهما جناح
الذل يتعلق بمن ابواه حيان انتهى -

الفصل الثالث

واذا علمت هذا فنقول ما في الفقه الاكبر ان والداه صلعم ماتا
على الكفر فهو مدسوس على الامام ويدل عليه
ان النسخ المعتمدة ليس فيها شيء من ذلك
وقال ابن حجر المكي في فتاواه والموجود فيها
ذلك لابي حنيفة محمد بن يوسف البخاري لا لابي
حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي وعلى تسليم ان
الامام قال فمعناه انهما ماتا في زمن الكفر
وهذا لا يقتضي اتصافهما به - قلت ليس العجب
من الالحاق فان الاشتراك في الكنى ثابت لما
في القاموس ابو حنيفة كنية عشرين من الفقهاء
اشهرهم امام الفقهاء النعمان رضي الله عنه
فيمكن ان يلحق احد منهم هذه ايضا كما
لحق اكثر المسائل وطعنوا المخالفين بقلة
الباع ومن اشتراك الكنية وقعوا في
الشك فخبطوا وتخبطوا ونسبوا المسئلة

اگرچہ اونکے ماں باپ مرچکے ہوں جبتک اوس سے
مانع اونکا کفر نہ ہو اور ولا تقل لہما الخ اوس شخص سے
متعلق جسکے ماں باپ زندہ ہوں -

تیسری فصل

جب تمکو یہ معلوم ہوگیا تو اب
ہم کہتے ہیں کہ فقہ اکبر میں جو یہ ہے کہ والدین آنحضرت صلعم
کفر پر مرے تو یہ امام پر مدسوس ہے اس دلیل سے
کہ نسخہاے معتبرہ میں یہ کچھ نہیں ہے ابن حجر کی اپنے
فتاوے میں لکھتے ہیں کہ یہ ابی حنیفہ محمد ابن یوسف
بخاری کا قول ہے نہ ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کا
اور اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ یہ امام کا قول ہے
تو اوسکے معنی یہ ہیں کہ وہ زمانہ کفر میں مرے اور یہ اونکے
کافر ہونے کا مقتضی نہیں انتہی میرے نزدیک کچھ عجب
نہیں اگر یہ قول ملا دیا گیا ہو کیونکہ کنیت میں اشتراک
ثابت ہے چنانچہ قاموس میں ہے کہ ابو حنیفہ بیس
فقہا کی کنیت ہے سب میں زیادہ مشہور امام الفقہا
نعمان رضی اللہ عنہ کی تو ممکن ہے کہ اون میں سے
کسی نے اسے بھی ملا دیا ہو جیسے کہ اکثر مسائل ملادیے
ہیں اور مخالفین نے نا سمجھی سے طعن کیا ہے اور کنیت مشترک
ہونیکی وجہ سے شک میں پڑگئے اور خبط میں پڑکر دونوں کو خبط

الى الامام الاعظم وفي الواقع ليس من
الامام كما نصوا عليه الاعلام - واقول ايضا
لا يمكن ان يكون هذا القول لابي حنيفة
رضي الله عنه فانه تقدم اقساما من الحديث
على القياس وان كان ضعيفا بل تقدم اقوال
الصحابة على رائه كما ذكره الشيخ عبد الحق
في فتح المنان انه رضي الله عنه تقدم اقساما
من حديث على القياس ويعمل بالحديث
وان كان ضعيفا كحديث القهقهة والتوضي
بالنبيذ مع ما فيهما من الضعف والالتباس
وجوز نسخ الكتاب بالمشهور من الحديث
والاثر والعمل بالمراسيل من غير توقف وتاويل
ولا يعمل بالقياس الا اذا كانت علته منصوصة
والقياس الشبه والطرد فانهما مردودان عنده
وغير مقبول كما حقق في كتب الاصول وهو
يوجب تقليد الصحابة ويخص اقوالهم العموم
والاصابة وقال الامام محمد رحمه الله
سمعت ابا حنيفة يقول ما جاء
عن رسول الله صلعم من الاحاديث فعلى

ڈالدیا اور مسئلہ کو امام اعظم کی طرف منسوب کر دیا ہے
حالانکہ وہ بھی امام کا قول نہیں جیسا کہ بزرگوں نے
خبر دی ہے میرے نزدیک یہ بھی ممکن نہیں کہ یہ امام صاحب کا
قول ہو کیونکہ انہوں نے بہت سی اقسام حدیث کو
اگرچہ ضعیف ہوں قیاس پر مقدم کیا بلکہ اقوال صحابہ کو
اپنی رائے پر ترجیح دی جیسا کہ شیخ عبد الحق نے فتح المنان
میں ذکر کیا کہ امام صاحب اقسام حدیث کو قیاس
مقدم کرتے تھے اور حدیث پر اگرچہ ضعیف ہو عمل
کرتے تھے جیسے قہقہہ یا نبیذ سے وضو کرنے کی حدیثیں
حالانکہ یہ ضعیف و مشکوک ہیں اور آیت کے حدیث یا اثر
مشہور سے منسوخ ہونے اور احادیث مرسل پر
عمل کرنے کو بلا توقف و تاویل جائز رکھتے تھے اور
قیاس پر عمل نہ کیا جائے گا جب تک علت منصوصہ
نہ ہو اور قیاس مشبہ و مطرد وہ اون کے نزدیک مقبول
و غیر مقبول ہے جیسا کہ کتب اصول میں ہے
اور امام صاحب تقلید صحابہ کو واجب اور ان کے
اقوال کو مخصص عام صحیح و درست جانتے ہیں امام محمد رحمہ اللہ
نے بیان کیا کہ میں نے ابو حنیفہ کو یہ کہتے سنا
کہ جو حدیثیں رسول اللہ صلعم سے آویں وہ ہمارے سر

والعين وما جاء من الصحابة من الآثار
فكذلك مختار بلا شك وريب لكن اذا جاء
من التابعين فنحن وهم سواء ونزاحمهم
في البحث وكنا الحق طالبين ونقل عن الشيخ
فضيل بن عياض انه قال قال ابو حنيفة اذا
جاء حديث اتبعه وان جاء عن الصحابة
وقدماء التابعين ايضا اتبعهم واقتدى والا
اجتهد وقال الحافظ محمد بن حزم الظاهري
ان اصحاب ابي حنيفة كلهم متفقون على
ان الحديث وان كان ضعيفا اقدم واولى
من الاجتهاد انتهى وفي خيرات الحسان
قال ابن حزم جميع الحنفية متفقون على
ان مذهب ابي حنيفة ان ضعيف الحديث عنده
اولى من الرأي فتأمل هذا الاعتبار بالاحاديث
وعظم جلالتها وموقعها عنده ومن تقدم العمل
بالاحاديث المرسلة على العمل بالرأي انتهى -
وفي مقدمة ابن الصلاح وشرح الفية الحديث
قال ابو عبد الله بن منده عنه اي عن ابي داود
انه يخرج الاسناد الضعيف اذا لم يجد في الباب

آنکھوں پر اور جو حدیثیں صحابہ سے آویں تو انکو بھی بلا شک
ہم اختیار کرتے ہیں لیکن جب تابعین سے آویں گی
تو وہ اور ہم برابر ہیں ہم انسے بحث کر کے طالب حق
ہونگے اور شیخ فضیل بن عیاض فرماتے تھے کہ ابو حنیفہ کا
قول ہے کہ جب حدیث آئیگی تو ہم اوسکی متابعت
کرینگے اور اگر صحابہ وقدیم تابعین سے ہوگی تو بھی
اوسکی متابعت کرینگے ورنہ اجتہاد کرینگے اور حافظ
محمد بن حزم ظاہری نے کہا کہ اصحاب ابی حنیفہ اس پر
متفق ہیں کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو وہ اجتہاد سے
مقدم وبہتر ہے انتہے - اور خیرات الحسان میں ہے
کہ ابن حزم نے کہا کہ کل حنفیہ اسپر متفق ہیں کہ ابو حنیفہ
کے نزدیک حدیث ضعیف رائے سے بہتر ہے تو
دیکھو کہ امام صاحب حدیث کا کسقدر اعتبار و تعظیم
کرتے تھے اور اسی لیے اونہوں نے احادیث مرسلہ پر
عمل کو عمل بالرائے پر مقدم کیا انتہے - اور مقدمہ ابن
صلاح وشرح الفیہ الحدیث میں ہے کہ ابو عبد اللہ
بن مندہ نے اونسے یعنی ابی داود سے روایت کر کے
کہا کہ وہ اسناد ضعیف کو بھی جب اوس باب میں
سوا اوسکے کچھ نہیں ہوتا تو روایت کرتے ہیں اور وہ

غيره وانه اقوى عنده من آراء الرجال واختلف
العلماء في الاحتجاج بالمرسل فذهب مالك بن
انس وابو حنيفة النعمان بن ثابت الى الاحتجاج
به انتهى وقال النووي في مقدمة شرح صحيح مسلم
مذهب مالك واحمد وابي حنيفة واكثر
الفقهاء انه يحتج به وفي تدريب الراوي شرح
تقريب النواوي وفتح المغيث شرح الفية الحديث
والامام احمد ضعيف الحديث احب اليه من
راي الرجال لانه لا يعدل الى القياس الا بعد
عدم النص فثبت ان القول باسلامهما بل
باسلام كل آباء الكرام هو بعينه مذهب الامام
القائل بعدم اسلامهما الا بالوصية فان
قيل كيف غفل الامام عن هذه الآية وقال
ما قال وهو من اكبر المجتهدين - اقول
على التقدير لتسليم هذا القول عنه لعل لم
يبلغه الاحاديث الواضحة للآية المبينة
لعمومها واجمالها ونسخ ما نسخ منها
وتفسيرها واحكامها لان الاحاديث
كانت متفرقة في الصحابة والتابعين

اونکے نزدیک آدمیوں کی راے سے قوی ہے اور
علما نے حدیث مرسل سے حجت لانے میں اختلاف
کیا ہے امام مالک بن انس و ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے
نزدیک تو اوس سے حجت لینا چاہیے نووی نے مقدمہ
شرح صحیح مسلم میں لکھا کہ مالک و احمد و ابی حنیفہ و اکثر
فقہا کا مذہب یہ ہے کہ اوس سے حجت لایا جائے
اور تدریب الراوی شرح تقریب النواوی فتح المغیث
شرح الفیۃ الحدیث میں ہے کہ امام احمد کے نزدیک
حدیث ضعیف آدمیوں کی راے سے بہتر ہے اسلیے
کہ وہ جبتک نص ہو قیاس کی طرف نہیں جاتے لہذا
ثابت ہوا کہ اسلام ابوین بلکہ کل آبا کرام کا قائل ہونا
بھی بعینہ اوس امام کا مذہب ہے جو اون کے
عدم اسلام کا قائل ہے مگر بالوصیۃ اسپر اگر یہ کہا جاے
کہ امام اس آیت سے غافل ہو کر کیسے یہ کہہ بیٹھے
حالانکہ وہ سب سے بڑے مجتہد تھے تو میں کہوں گا کہ اگر
یہ مان لیا جاے کہ یہ قول اونکا ہے تو شاید اونکو
وہ حدیثیں نہیں پہنچیں جو آیۃ مذکورہ کے عام اور
مجمل ہونے پر شامل ہیں اور اون میں سے بعض منسوخ
اور مختلف التفسیر والاحکام ہیں اسلیے کہ حدیثیں صحابہ و تابعین

المتفرقين في اقطار البلاد ولم تزل تجتمع شيئا
فشيئا كما روي عن الامام مالك رضي الله عنه
لما قال له هارون الرشيد اني عزمت ان احمل
الناس على الموطاء كما حمل عثمان الناس على
القران فقال لا سبيل الى ذلك لان اصحاب
رسول الله صلعم افترقوا بعده في الامصار فحدثوا
فعند اهل كل مصر علم وروي عن غير مالك
نحو ما مر لمالك على ان الخطاء غير مستحيل على المجتهد
كما هو مشهور ان المجتهد يخطي ويصيب و على
تقدير ثبوت ان هذه المسئلة قالها الامام
يمكن انه رجع عن هذا القول كما رجع عن اقوال
الاخر وذلك مقتضى الاجتهاد وهو ماجور
في ذلك ولم يذكرها في رسالة وصية في مرضه
ولا ذكرها الامام الطحاوي في العقيدة التي
ترجمها ببيان اعتقاد ابي حنيفة وابي يوسف
ومحمد بن الحسن وكذلك نسخ الفقه الاكبر
مختلفة فهذه العبارة توجد في البعض
ووالدا محمد صلعم ماتا على الايمان وفي
بعضها ليس فهذه قرائن تقوي احتمال

متفرق تھے جو مختلف شہرون مین متفرق تھے اور شیئاً
کچھ نہ کچھ جمع ہوئین چنانچہ امام مالک رض سے جب
ہارون رشید نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ لوگون کو
موطا پر متفق کرون جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے
لوگون کو قرآن پر متفق کیا تو امام مالک نے کہا
کہ ایسا نہین ہو سکتا کیونکہ صحابہ رسول اللہ صلعم
اونکے بعد شہرون مین متفرق ہو گئے اور حدیثین
بیان کین تو ہر شہری کے پاس ایک علم ہے اور
غیر مالک سے ایسا ہی کچھ مروی ہے علاوہ اسکے
مجتہد سے خطا دشوار نہین مجتہد کا خطا و صواب کرنا
مشہور ہے اور اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ امام کا قول ہے
تو ممکن ہے کہ اونہون نے اس قول سے بھی اور
قولون کی طرح رجوع کی ہو اور یہ مقتضاے اجتہاد ہے
جس مین وہ ماجور ہین اور اس کو اپنے رسالہ وصیت مین
جو بحالت مرض لکھا تھا نہ ذکر کیا اور نہ امام طحاوی نے
کتاب مسمی بہ عقیدہ مین ذکر کیا ہے جو بیان عقائد
ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن حسن مین ہے اسی طرح
نسخہاے فقہ اکبر مختلف ہین یہ عبارت بعض مین تو پائی جاتی
ہے کہ والدین آنحضرت ایمان پر مرے اور بعض مین نہین تو یہ قرائن

ان هذه العبارة ليست من نسخة الامام
بل لعلها ادخلت -

الفصل الرابع وما قال ملا علي القاري

في شرح فقه الاكبر عند قول الامام الاعظم
ووالدا رسول الله صلعم ماتا على الكفر هذا
رد على من قال انهما ماتا على الايمان او
على الكفر ثم احياهما الله فماتا على الايقان
وقد افردت لهذه المسئلة رسالة مستقلة
ودفعت ما ذكره السيوطي في رسائله الثلاثة
في تقوية هذه المقالة بالادلة الجامعة المجتمعة
من الكتاب والسنة والقياس واجماع الامة ومن
غريب ما وقع في هذه القضية انكار بعض الجهال
من الحنفية على ما في لبسط هذا الكلام بل اشار
الى انه غير لائق بمقام الامام وهذا بعينه كما قال
الضال جهم بن صفوان وددت ان احك من المصحف
قوله تعالى ثم استوى على العرش واشارة الضال
الآخر وهو احمد بن ابي داؤد القاضي الى الخليفة المامون
ان يكتب على ستر الكعبة ليس كمثله شيء وهو العزيز الحكيم
وقول الرافضي الاكبر انه بريء من المصحف الذي فيه نعت

اس احتمال کو قوی کرتے ہین کہ یہ عبارت امام کے
نسخہ کی نہین ہے بلکہ شاید داخل کر دی گئی ہے -

چوتھی فصل - ملا علی قاری نے جو شرح فقہ اکبر مین
امام اعظم کے اس قول پر کہ آنحضرت صلعم کے والدین
کفر پر مرے - کہا کہ یہ اوسپر رد ہے جو اسکا قائل ہے
کہ وہ ایمان یا کفر پر مرے پھر اونکو اللہ نے زندہ کیا
اور وہ ایقان پر مرے اور مین نے اس مسئلہ پر ایک مستقل
رسالہ لکھا ہے جسمین سیوطی کے وہ اقوال جو اونہون نے
اسکی تقویت مین ذکر کیے ہین دلائل جامعہ مجتمعہ کتاب
و سنت و قیاس و اجماع امت سے دفع کیے ہین اور
اس قضیہ مین جو عجیب بات واقع ہوئی وہ یہ ہے
کہ بعض جاہل حنفیہ اس کے منکر ہین بلکہ یہ کہتے ہین
کہ یہ امام کے لائق نہین یہ بعینہ ویسے ہے جیسے
جہم بن صفوان گمراہ نے کہا کہ مین قرآن شریف سے
ثم استوى على العرش کو مٹا دینا پسند
کرتا ہون یا دوسرے گمراہ احمد بن ابی داؤد قاضی
کا خلیفہ مامون رشید سے اشارہ کہ پردہ کعبہ پر
لیس کمثله الخ کہا جاے یا رافضی اکبر کا قول
کہ مین اوس قرآن سے بیزار ہون جس مین صفت

الصدیق الاکبر انتہی کلامه وایضاً فی شرحه
علی المشکوة عند هذا الحدیث وعن ابی هریرة
قال زار النبی قبر امه فبکی وابکی من حوله فقال
استاذنت ربی ان استغفر لها فلم یوذن لی و
استاذنته ان ازور قبرها فاذن لی واغرب
ابن حجر حیث قال ولعل حکمة عدم الاذن فی
الاستغفار لها اتمام النعمة علیه باحیائها له
بعد ذلك علی ان تصیر من اکابر المومنین او
الامهال علی احیائها لتومن به فتستحق الاستغفار
الکامل حینئذ انتهی وفیه ان قبل الایمان
لا یستحق الاستغفار مطلقا ثم الجمهور علی
ان والدیه ماتا علی الکفر وهذا الحدیث
اصح ما ورد فی حقهما واما قول ابن حجر وحدیث
احیائهما حتی امنا به ثم توفیا حدیث صحیح
وممن صححه الامام القرطبی والحافظ ابن ناصر الدین
فعلی تقدیر الصحة لا یصلح ان تکون معارضا
لحدیث مسلم مع ان الحفاظ ضعفوه ومنعوا
جوازه ایضاً بان ایمان الیاس غیر مقبول
اجماعاً کما یدل علیه الکتاب السنة ولا یمان

صدیق اکبر ہو کلام اونکا ختم ہوا۔ اور ایسا ہی کچھہ اونکی شرح
مشکوة مین بہی ہے اس حدیث کے متعلق (ابی ہریرہ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت
کی پہر روئے اور جو آپکی ساتہ تہے اونکو رولایا پہر فرمایا کہ مین نے خدا سے
اونکی لیے مغفرت چاہی تو مجہکو اجازت نہ دیگئی پہر زیارت قبر کی اجازت
مانگی جو دیگئی) کہ اور نہایت عجیب ابن حجر کا یہ قول ہے کہ شاید
آنحضرت صلعم کو استغفار کی اجازت نہ دینے مین حکمت ہو کہ
آپ پر اون دونون کی زندہ کردینے کی وجہ سے اتمام نعمت ہوتا کہ
وہ اکابر مومنین سے ہو جائین یا اسلیے توقف کیا جائے کہ وہ زندہ
ہوکر ایمان لائین اور استغفار کامل کے مستحق ہون اور یہ اسلیے کہ قبل
ایمان استغفار کا مطلقاً مستحق نہیں ہوتا ہے پہر اس بات پر جمہور
متفق ہین کہ والدین آنحضرت صلعم کفر پر مرے اور یہ حدیث
اون حدیثون سے جو اونکے حق مین وارد ہوئین زیادہ صحیح ہے
اب ابن حجر کا یہ قول کہ اونکے زندہ ہوکر ایمان لانے پہر وفات
پانیکی حدیث صحیح ہے اور اسکے صحیح ماننے والون مین سے
امام قرطبی اور حافظ ابن ناصر الدین ہین اگر صحیح بہی ہو تو
حدیث مسلم کے معارض نہین ہو سکتی باوجود سے کہ
حفاظ نے تاویل کی ہے اور ناجائز ہی قرار دیا کیونکہ
ایمان یاس اجماعاً مقبول نہین جیسے کتاب و سنت دال ہین اور ایمان

المطلوب من المكلف انما هو الايمان الغيبي
وقد قال تعالى ولو ردّوا لعادوا لما نهوا عنه
وهذا الحديث الصحيح صريح ايضاً في رد ما ثبت
بعضهم بانهما كانا من اهل الفترة ولا عذاب
عليهم مع اختلاف في المسئلة انتهى اقول
غلو على القاري في هذه المسئلة شطط فانه
مع ان ذلك اهانة صريحة لرسول الله صلى الله
وسوء ادب في جنابه لما رجح الحافظ السيوطي
اقوال القائلين باسلامهما بالدلائل فمع ما
ذكره من الخلاف لم يبق لدعويه الاجماع محل
واما قوله بالكتاب والسنة فحاله ان منها
ما هو ضعيف لا يقوم به الحجة ومنها ما هو
ماوّل ومحمول على خلاف ظاهره ومنها ما هو
منسوخ فما بقي فيها احتجاج كما حققت بعضه
ههنا ودريت بتحقيقها في رسائل السيوطي
ومن طالبها فليراجع اليها قوله بالقياس
فلا ادري ما المراد منه غير ان بعض ما ورد
في بعض اهل الفترة وقد تحقق في موضعه
ان اهل الفترة مختلف فيهم والجمهور على نجاتهم

مطلوب من المكلف ایمان غیبی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
ولو ردّوا الخ اور یہ حدیث صحیح اس امر کی صریح رد میں ہے
جسکو بعض نے ثابت کیا کہ وہ اہل فترت سے تھے اور
اہل فترت پر عذاب نہیں مع اختلاف مسئلہ انتہی۔
مین کہتا ہون کہ اس مسئلہ مین علی قاری کا غلو بڑا ہے کیونکہ
اس مین رسول اللہ صلعم کی صریحی اہانت اور اونکے
حضور مین بے ادبی ہے جب حافظ سیوطی نے اقوال
قائلین اسلام کو بدلائل ترجیح دی تو باوجود ذکر خلاف کے
بھی اون کے دعوے اجماع کے لیے محل باقی نہین رہا
اب علی قاری کا یہ قول کہ بالکتاب والسنۃ
تو اس کا حال یہ ہے کہ اون مین سے بعض ضعیف ہین
جنسے حجت قائم نہین ہو سکتی اور بعض ماوّل اور خلاف
ظاہر پر محمول اور بعض منسوخ ہین تو اوس سے احتجاج
باقی نہین جن مین سے بعض کی تحقیق مین نے رسائل سیوطی
سے کی جو اوس کا طالب ہو وہ اوس مین دیکھے۔
اب علی قاری کا یہ کہنا کہ بالقیاس تو مین نہین
جانتا کہ اس سے کیا مراد ہے بجز اس کے کہ بعض بعض
اہل فترت کے نسبت وارد ہوئین اور یہ بات مقرر
ہو چکی کہ اہل فترت کے بارہ مین بھی اختلاف ہے جمہور انکی نجات ہین

له یعنی [illegible]

وبعضهم على انهم ممتحنون في الآخرة مع ان
هذين الوالدين تقرر وتحرر انهما من اهل الفطرة
لا الفترة فبطل القياس وزال الالتباس ومما
اغرب غرابة على القاري في كلام ابن حجر انه
لم يخف له ان ابن الحجر في نظره كرامة النبي صلعم
ما اقتضى حسن ظنه بشأن الابوين فوجهه وجهاً
كاد وجيهاً واما قوله قبل الايمان لا يستحق
الاستغفار فليس له حاصل اذ اهل الفترة
عند الجمهور ناجون وكونهم اهل الفترة لا يمنع
الاستغفار لهم بل هم اليه احوج من غيرهم
كما اشار اليه ابن حجر بقوله في حق امه عليه السلام
ودعوى الجمهور على موت ابويها على الكفر ايضاً
كدعاويه السابقة لان هذه المسئلة راجعة
الى مسئلة اهل الفترة قال التفتازاني في التلويح
اذا بلغ في شاهق الجبل ولم تبلغه الدعوة
فمات ولم يسلم كان معذوراً عند عامة المشائخ
انتهى وقال ابن حجر والذي عليه اكثر اهل السنة
والجماعة انه لا يجب توحيد ولا غيره الا بعد
ارسال الرسل وفي مكان آخر قال ما عليه

اور بعض اسکے قائل ہین کہ اونکا امتحان آخرت مین ہوگا
علاوہ اسکے ان والدین کی نسبت ثابت ہوچکا اور لکھا
جاچکا کہ وہ اہل فطرت سے ہین نہ فترت سے لہذا قیاس باطل
وشبہ زائل ہوگیا اور نہایت عجیب بات وہ ہے جو علی قاری نے
کلام ابن حجر کے متعلق لکھی شاید وہ یہ نہین جانتے کہ
ابن حجر کی نظر آنحضرت صلعم کی کرامت پر تھی جو شان
ابوین مین حسن ظن کی مقتضی ہوئی تو ایسی توجیہ کی جو تقریباً
وجیہ ہوگئی اور علی قاری کا یہ قول کہ ایمان سے قبل
استغفار کا استحقاق نہین فضول ہے اس لیے کہ
جمہور کے نزدیک اہل فترت ناجی ہین اور یہ اون کے
حق مین استغفار کو مانع نہین بلکہ وہ دوسرون کی نسبت
استغفار کے زیادہ محتاج ہین جسکی طرف ابن حجر نے اپنے
قول سے آنحضرت صلعم کی والدہ کے حق مین اشارہ کیا کہ جمہور کا
دعوے موت ابوین بحالت کفر پہلے دعوون کی طرح ہے
کیونکہ یہ مسئلہ اہل فترت کے مسئلہ کی طرف راجع ہے تفتازانی نے
تلویح مین کہا کہ اگر کوئی پہاڑ کی چوٹی پر پہونچکر مرگیا اور اوسے
دعوت نہ پہونچی اور نہ اسلام لایا تو عام مشائخ کے نزدیک وہ معذور ہے
انتہی اور ابن حجر نے کہا کہ اکثر اہل سنت وجماعت کے نزدیک توحید
یا اور امر توحید جبتک رسول نہ بھیجے جائین واجب نہین اور دوسری جگہ کہا

الاشاعرة من اهل الكلام والاصول والشافعية
من الفقهاء ان اهل الفترة لا يعذبون انتهى
وكذا فى المواهب قال الشعرانى فى اليواقيت
والجواهر اعلم يا اخى ان المراد باهل السنة والجماعة
فى عرف الناس اليوم هو الشيخ الاشعرى ومن
سبقه بالزمان كالشيخ ابى المنصور الماتريدي
وقد كان الماتريدي اماماً عظيماً فى السنة
كالشيخ الاشعرى ولكن لما غلب اصحاب الاشعرى
على اصحاب الماتريدي كان الماتريدي اقل شهرة
فان اتباع الماتريدي ما وراء نهر سيحون
واما اتباع الاشعرى فهم منتشرون فى اكثر
بلاد الاسلام كخراسان والعراق والشام والمصر
وغيرها من البلاد ولذلك صار الناس
يقولون فلان عقيدة اشعرية وليس مرادهم
نفى صحة عقيدة غير الاشعرى مطلقاً كما
اشار ذلك فى شرح المقاصد انتهى قال اليافعى
فى ذكر مناقب الاشعرى فلما كثرت تواليفه
ونصر مذهب اهل السنة وبسطت تعلقت بها
اهل السنة من المالكية والشافعية واكثر الحنفية

کہ اشاعرہ اہل کلام و اصول و فقہاے شافعیہ
کے نزدیک اہلِ فترت پر عذاب نہین ہوگا انتہے
کما فی المواہب۔ امام شعرانی یواقیت والجواہر مین
لکھتے ہین کہ آجکل عام طور پر اہل سنت وجماعت سے
شیخ اشعری مراد ہین اور وہ جو اون سے پہلے ہین
جیسے شیخ ابی منصور ماتریدی اور یہ شیخ اشعری کی طرح
اہلِ سنت کے بڑے امام تھے لیکن جب اصحابِ
اشعری اصحابِ ماتریدی سے بڑھ گئے تو ماتریدی کی
شہرت کم ہوگئی کیونکہ تابعین ماتریدی ماورا نہر
سیحون ہین اور تابعین اشعری اکثر بلادِ اسلام
خراسان و عراق و شام و مصر مین پہیلے ہوے
ہین اسی لیے لوگ کہنے لگے کہ فلان اشعری عقیدہ
کا ہے جس سے اون کا مطلب غیر اشعری کے
عقیدہ کی نفی صحت مطلقاً نہین جیسا کہ شرح
مقاصد مین ہے انتہے۔ امام یافعی نے ذکر مناقب
اشعری مین لکھا ہے کہ جب اون کی تالیفات
بہت ہوئین اور مذہب اہل سنت ... دیا کر پھیلا
تو اون تالیفات سے بیشتر مالکیہ و شافعیہ
و اکثر حنفیہ و اہل سنت ... اہل سنت

فاهل السنة بالمغرب والمشرق بلسانه يتكلمون وبحجته يحتجون انتهى وكذا البيهقى فى اثناء كلامه فى الثناء على الاشعرى قال وكثرت الاصحاب من الحنفية والمالكية والشافعية الى آخره فهذه العبارات تنادى باعلاء النداء ان اكثر اهل السنة هم الاشاعرة من المالكية والشافعية واكثر الحنفية ولم يخرج الا قليل من الحنفية وهم اهل ما وراء النهر فاذا كان نجات اهل الفترة مذهب الاشاعرة وهم من ذكر قبل فلا يصح قوله ثم الجمهور على خلاف ذلك فليس الا عدم التامل فى ما هنالك بل قال الشيخ ابن الهمام فى عقيدة السائرة ما حاصله ان الحنفية ايضاً اختلفوا فى من يبلغه الدعوة ومات ولم يؤمن فعند ابى المنصور الماتريدى واكثر المشائخ انه يخلدون فى النار كمذهب المعتزلة وعند ائمة البخارى من الحنفية انه ليس من اهل النار كمذهب الاشاعرة انتهى ولا شك انهما قل والحنفية منتشرون فى اكثر بلاد الاسلام وحينئذ يتعين ان يقال

مغرب و مشرق مین انہین کے کلام و دلیل کو پیش کرتے ہین انتہے اسی طرح بیہقی نے اثناے کلام اشعری کی تعریف مین کہا کہ اور بہت ہو گئے اصحاب حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ مین سے الی آخرہ تو یہ عبارتین بلند آواز سے پکارتی ہین کہ بیشتر اہل سنت اشاعرہ مالکیہ و شافعیہ و اکثر حنفیہ ہین اور خارج کمتر حنفیہ ہین جو اہل ماوراء النہر ہین تو جب مذہب اشاعرہ نجات اہل فترت ہوا اور اشاعرہ وہ ہین جنکا ذکر ہو چکا تو ملی قاری کا یہ قول صحیح نہین ہے کہ ثم الجمہور الخ لہذا یہ قول محض سرسری ہے بلکہ شیخ ابن ہمام نے عقیدہ سائرہ مین کہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ نے بہی اون لوگون کے متعلق جو قبل تبلیغ دعوت بلا ایمان مرجاتین اختلاف کیا ہے ابی منصور ماتریدی اور اکثر مشائخ کے نزدیک تو وہ دوزخی ہین مثل مذہب معتزلہ کے اور ائمہ بخاری حنفیہ کے نزدیک مثل مذہب اشاعرہ کے وہ دوزخی نہین ہین انتہے اور بیشک وہ کم ہین اور حنفیہ اکثر اسلامی شہرون مین پہیلے ہوے ہین اور اس وقت یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ

القول بان اهل الفترة ناجون هو مذهب
جمهور الحنفية فضلاً عن سواهم من سائر
المذاهب واما قول علی القاری ومنعوا جواز
ايضاً بان ايمان اليأس غير مقبول اجماعاً فاجاب
ابن حجر بان كون الايمان لا ينفع بعد الموت
محله فی غير الخصوصية والكرامة انتهى واما
ما قال هذا الحديث صريح فی رد ما تثبت به
بعضهم فيقتضی ان اقول لا رد فيه لذالك التثبيت
فانه ليس فيه الا عدم الاذن فی الاستغفار
وهذا لا يقتضی عدم كونهما من اهل الفترة
لانه يمكن ان الاستغفار كان لامر خاص انتهى
خاتمة - فی عنوان البصائر شرح اشباه
والنظائر اعلم ان السلف اختلفوا فی ابوی
الرسول صلعم هل ماتا علی الكفر ام لا فذهب
الی الاول جمع منهم صاحب التيسير وذهب
الی الثانی جماعة منهم متمسكين باحاديث دالة
علی طهارة نسبه الشريف من دنس الشرك وشين
الكفر ونفر من الجمع الاول قالوا بنجاتهما من
النار منهم الامام القرطبی فانه قال ان الله

اہل فترت کا ناجی ہونا جمہور حنفیہ کا مذہب ہے باقی
مذاہب چھوڑ کر۔ آپ علی قاری کا یہ قول کہ اس کے
جواز کو بھی منع کیا ہے اسلیے کہ ایمان یأس اجماعاً
مقبول نہیں ابن حجر نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ
ایمان بعد موت کے نافع نہ ہونے کا محل خصوصیت
وکرامت کے ماسوا ہے انتہے - اور یہ جو علی قاری نے
کہا کہ یہ صریح حدیث اوس چیز کے رد میں ہے جو
بعض لوگ ثابت کرتے ہیں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ
اس ثبوت کی رد اس میں نہیں ہے کیونکہ اوس میں بجز
عدم اجازت استغفار کے اور کچھ نہیں جو انکی اہل فترت سے
نہ ہونے کا مقتضی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ امر خاص کے لیے استغفار ہو انتہے
خاتمہ - عنوان البصائر شرح اشباہ والنظائر
میں ہے کہ سلف نے والدین آنحضرت صلعم کے متعلق
اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ کفر پر مرے یا نہیں بہت لوگ تو
امر اول کیطرف گئے ہیں انہیں میں صاحب تیسیر ہیں اور بہت سے
امر ثانی کی طرف اور وہ ان احادیث سے متمسک ہیں جو نسب
شریف کی کثافت شرک وکفر سے طاہر ہونے پر دلالت کرتی ہیں
اور جماعت اول سے چند لوگ جو انکی دوزخ سے نجات پانے کے
قائل ہیں انہیں میں امام قرطبی ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ

احیاهما الله علیه السلام وامنا به فان قلت
الیس الحدیث الذی ورد فی احیائهما موضوعًا
قلت زعمه بعض الناس الا ان الصواب انه
ضعیف لا موضوع ولقد احسن الحافظ ناصر الدین بن
الدمشقی حیث قال ؎

حبا الله النبی مزید فضل	علی فضل وکان به رؤفا
فاحیی امه وکذا اباه	لایمان به فضلا لطیفا
فسلم فالقدیم بذا قدیر	وان کان الحدیث به ضعیفا

نص علی کون الحدیث ضعیفا لا موضوعًا۔
فائدة مهمة ۔ قال الخفاجی فی نسیم
الریاض شرح شفاء قاضی عیاض قال النووی فی
الاذکار ذکر الفقهاء والمحدثون انه یجوز ویستحب
العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب بالحدیث
الضعیف ما لم یکن موضوعًا واما الاحکام کالحلال
والحرام والمعاملات فلا یعمل الا بالحدیث الصحیح
او الحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شیء من ذلک
کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراهة بعض البیوع
او الانکحة فان المستحب ان یتنزه عنه ولکن لا یجب
وقال محمد بن علان البکری فی شرح الاذکار قال الزرکشی

اونکو آنحضرت صلعم کے لیے زندہ کر دیا اور وہ آپ پر ایمان
لائے۔ اگر تم یہ کہو کہ حدیث احیا۔ کیا موضوع نہیں ہے
تو مین کہونگا کہ اگرچہ بعض نے اوسکو موضوع جانا ہے
مگر حقیقتاً وہ ضعیف ہے موضوع نہین حافظ ناصر الدین
دمشقی نے خوب کہا کہ ؎ اللہ نے نبی کی زیادہ بزرگی
ثابت کی اور وہ اونپر بہت مہربان تہا تو اون کی ماں
اسی طرح باپ کو فضل لطیف سے اونپر ایمان لانیکے لیے زندہ کیا
لہذا مان لو کیونکہ قدیم اسپر قادر ہے اگرچہ اسکے متعلق حدیث ضعیف ہو
یہ اسکی دلیل ہے کہ حدیث ضعیف ہے نہ موضوع۔
فائدہ مہمہ۔ خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی
عیاض مین کہا کہ اذکار امام نووی مین ہے کہ فقہاء و محدثین
کی نزدیک فضائل و ترغیب و ترہیب مین عمل بحدیث ضعیف
اگر وہ موضوع نہ ہو تو جائز و مستحب ہے لیکن احکام حلال
وحرام و معاملات مین بجز حدیث صحیح یا حسن کے عمل
جائز نہین مگر جب کسی چیز سے احتیاط کے متعلق ہو
چنانچہ جب حدیث ضعیف بعض بیوع یا نکاح کے
مکروہ ہونے کے متعلق وارد ہو تو اوس سے
احتراز مستحب ہے واجب نہین اور محمد بن
علان بکری نے شرح اذکار مین کہا کہ زرکشی نے کہا

نقل الاتفاق فی الجزء الذی جمعه فی اباحة القیام فقال اجمع اهل الحدیث وغیرهم علی العمل فی الفضائل ونحوها مما لیس فیه حکم ولا شیٔ من العقائد وصفات الله تعالی بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال انتهی وذکر فی شرح المهذب انه یعمل بالضعیف اذا روی من طرق مفردات انها ضعیفة فانها تقوی بعضها بعضا و یصیر حسنا ویحتج به وجوز العمل بالضعیف مع شاهد القوی دون الموضوع مع الشاهد لان للضعیف اصل فی السنة وهو غیر مقطوع بکذبه ولا اصل للموضوع فشاهده کالبناء علی الماء انتهی والضعیف هو ما لم یجتمع فیه شروط الصحیح والحسن وتتفاوت درجاته فی الضعیف بحسب بعده من شروط الصحیح والحسن ویجوز عند العلماء التساهل فی اسانید الضعیف وروایته والعمل به دون الموضوع من غیر بیان ضعفه فی المواعظ والقصص وفضائل الاعمال وسائر فنون الترغیب والترهیب لا فی صفات الله تعالی واحکام الحلال والحرام وسائر ما له

کہ مصنف نے اوس جزو مین جسکو اوسنے اباحت قیام اتفاق مین جمع کیا نقل کیا ہے کہ اہل حدیث اس امر پر متفق ہین کہ فضائل وغیرہ مین حدیث ضعیف پر عمل او درست ہے کہ جب وہ متعلق باحکام وعقائد وصفات الٰہی نہوئی انتہی اور شرح مہذب مین ہی کہ حدیث ضعیف پر اوس وقت عمل کیا جائیگا جب وہ کئی طریقون سی مروی ہوا اور اوسکے مفردات ضعیف ہون کیونکہ وہ بعض بعض کو قوی کر دیتی ہین تو حدیث حسن ہو جاتی ہے اور اوس سی حجت لائی جا سکتی ہی اور حدیث ضعیف پر عمل جائز کیا شاہد قوی کی ہونے نہ کہ حدیث موضوع پر باوجود شاہد کیونکہ احادیث مین ضعیف کی تو ایک اصلیت ہی اور کذب شاہد سے اسکی اصلیت نہین جا سکتی اور حدیث موضوع کی اصلیت ہی نہین اوسکا شاہد بانند نقش بر آب ہے انتہی اور ضعیف وہ ہی جسمین شرط صحیح و حسن جمع نہون جسقدر درجات اوسکے ضعف مین مختلف ہونگی اوسی قدر شروط صحیح سے اوسکا بعد ہوگا اور علماء کے نزدیک اسانید ضعیف اور اوسکی روایت وعمل مین تساہل جائز ہے نہ کہ موضوع مین بلا اوسکے ضعف کے نصیحتون اور قصون اور فضائل اعمال و باقی فنون ترغیب و ترہیب مین نہ اللہ تعالیٰ کے صفات وحلال وحرام کے احکام و باقی مسائل متعلقہ

تعلق بالعقائد والاحکام انتهی وفی منهج الوصول
الی الاحادیث الرسول فی الخلاصة وغیرها
ان عند العلماء والمحدثین التساهل فی اسانید
الضعیف جائز لا فی الموضوع بدون بیان ضعفه
فی المواعیظ والقصص وفضائل الاعمال لا فی
صفات ذی الجلال واحکام الحرام والحلال
انتهی قلت هذه لزیادة الاهتمام بشان الصفات
والاحکام قال ابن الصلاح وممن یرخص فی
روایة الضعیف فیما ذکرناه یعنی الترغیب
والترهیب انتهی وقال علی بن مبارك شاه
والذی اظنه صوابا ان الاحکام الخمسة لا تثبت
شئ منها الا بالحدیث الصحیح او الحسن ویجوز
روایة الضعیف فی فضل ما ثبت منهما صرح
بذلك ابن الصلاح وایضا نقل ابن الصلاح
عن حافظ ابن منده عن محمد ابن سعد ان
العمل بحدیث الموضوع غیر جائز وبحدیث
الضعیف فی الاحکام ایضا جائز ان کان للاحتیاط
فی شئ وقال من مذهب النسائی تخریج الحدیث
عن الذی ترکه لیس مجمع علیه وفی الخلاصة

عقائد و احکام مین انتہی اور منہج الوصول الی احادیث
الرسول مین ہے کہ خلاصہ وغیرہ مین ہے کہ علماء و محدثین
کے نزدیک حدیث ضعیف سے سند لینے مین تساہل جائز ہے
نہ موضوع مین بلا اوسکے بیان ضعف کے مواعیظ و قصص
و فضائل اعمال مین نہ کہ صفات حق اور حرام و حلال کے
احکام مین انتہی - میرے نزدیک یہ اسلیے ہی کہ شان صفات
و احکام کے لیے زیادہ اہتمام درکار ہے ابن صلاح نے کہا
کہ اور جنہین روایت ضعیف کی اجازت دیجاتی وہ ترغیب
و ترہیب ہے انتہی - اور علی بن مبارک شاہ نے کہا کہ میرے
نزدیک صواب یہ ہے کہ احکام پنجگانہ مین کوئی چیز بجز
حدیث حسن یا صحیح کے ثابت نہین ہوسکتی اور روایت
ضعیف اون فضائل مین جو اون سے ثابت ہین
جائز ہے اسکی تصریح ابن صلاح نے کی نیز ابن
صلاح نے حافظ ابن مندہ سے اونہون نے
محمد بن سعد سے نقل کیا کہ عمل بحدیث موضوع
جائز نہین اور بحدیث ضعیف احکام مین جائز ہے
اگر کسی چیز مین احتیاط کے لیے ہو اور کہا کہ
تخریج حدیث اوس چیز سے جس کا ترک متفق
علیہ نہین مذہب نسائی ہے اور خلاصہ

وابوداؤد ایضاً اخذ بماخذ النسائی ویخرج الضعیف
لما لم یجد فی ذالک الباب غیر ذالک الحدیث
لان الضعیف عندہ اقوی من رای الرجال
وفی تدریب الراوی یعمل بالضعیف فی الاحکام
اذا کان فیہ احتیاط واللہ اعلم وقال الحافظ
ابن سید الناس فی السیرۃ روی ان عبد اللہ
ابن عبد المطلب وامنۃ بنت وھب ابوی
النبی صلعم اسلما وان اللہ احیاھما لہ فامنا بہ
وروی ذالک ایضاً فی حق جدہ عبد المطلب
ثم قال وھو مخالف لما اخرجہ احمد عن ابی
رزین العقیلی قال قلت یا رسول اللہ این
امی فقال امک فی النار قلت فاین من مضی
من اھلک قال اما ترضی ان تکون امک
مع امی قلت ھذا ایضاً غیر مضر لنا لما یرجی بہ
لفظ ترضی وعلی العاقل لا یخفی ثم قال فی السیرۃ
وذکر بعض اھل العلم فی الجمع ما حاصلہ ان من
الجائز ان تکون ھذہ الدرجۃ حصلت لہ
علیہ السلام بعد ان لم تکن وان یکون الاحیاء
والایمان متاخراً عن ذالک فلا معارضۃ

وابوداؤد مین بہی ماخذ نسائی سے اخذ کیا ہے اور
تخریج حدیث ضعیف کی جاتیگی جبکہ اوس باب مین
بجز اوس کے کوئی اور حدیث نہ ہو اسلیے کہ ضعیف
اونکے نزدیک آدمیون کی رائے سے بہتر ہے اور
تدریب الراوی مین ہے کہ احکام مین حدیث ضعیف پر
عمل کیا جائیگا جب اوسمین احتیاط ہو واللہ اعلم۔
حافظ ابن سید الناس نے سیرت مین کہا کہ عبد اللہ بن
عبد المطلب و آمنہ بنت وہب آنحضرت صلعم کے والدین اسلام
لائے اور اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ ایمان لائے اور
ایسا ہی آپکے دادا عبد المطلب کے حق مین بہی مروی ہے پھر کہا
کہ وہ اوس حدیث کے مخالف ہے جسکو احمد نے ابی رزین
عقیلی سے روایت کیا کہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ میری مان
کہان ہے فرمایا کہ دوزخ مین مین نے کہا کہ اور آپکے اگلے بزرگ
فرمایا کہ کیا تم اپنی مان کے میری مان کے ساتہ ہونے پر راضی نہیں
مین کہتا ہون کہ یہ بہی ہمارے مضر نہین جیسا لفظ ترضی
سے امید کیجاتی ہے جو عقلمند پر مخفی نہین پہر سیرۃ مین کہا کہ
بعض اہل علم نے جمع مین ذکر کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہرا
یہ درجہ بعد کو آنحضرت صلعم کو حاصل ہوا ہو پہلے نہ ہو
اور احیاء و ایمان اس سے متاخر ہو تو کوئی معارضہ نہین

انتهى ملخصاً وسئل القاضي ابوبكر ابن العربي
احد الائمة المالكية عن رجل قال ان ابا
النبي صلعم في النار فاجاب بانه ملعون لان الله
تعالى يقول ان الذين يؤذون الله ورسوله
لعنهم الله في الدنيا والآخرة قال ولا اذى اعظم
من ان يقال عن ابيه انه في النار قال السهيلي
في روض الانف وليس لنا ان نقول ذلك في
ابويه صلعم لقوله لا تؤذوا الاحياء بسبب الاموات
والله تعالى يقول ان الذين يؤذون الآية وقد امرنا
ان نمسك اللسان اذا ذكروا اصحابه بشيء يرجع
ذلك الى العيب والنقص فيهم فالاولى ان نمسك
ونكف عن ابويه واذا تقرر هذا فحق المسلم ان
يمسك لسانه عما يخل لشرف نسبه بوجه من
الوجوه ولا خفاء في ان اثبات الشرك في ابويه
اخلال ظاهر لشرف نسبه الطاهر وقال الشيخ
عبد الوهاب الشعراني المصري في كتابه اليواقيت
والجواهر في عقائد الاكابر اعلم انه ينبغي لكل
مومن بر اجداده وآبائه المسلمين وعز آبائه
من اكابر الاولياء من آدم الى ابيه الاقرب انتهى

انتهى ملخصاً- قاضی ابوبکر ابن العربی سے جو ائمۂ مالکیہ مین
تھے ایک مرد کی نسبت سوال کیا گیا جو یہ کہتا تھا کہ والدین
نبی صلعم دوزخ مین ہین تو جواب دیا کہ وہ ملعون ہی کیونکہ اللہ تعالی
فرماتا ہی کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اونپر
اللہ نے دنیا و آخرت مین لعنت کی اور اس سے بڑھکر کوئی
اذیت نہین ہوسکتی کہ اونکے والد کو دوزخی کہا جاوے امام سہیلی نے
روض الانف مین کہا کہ آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق
ہمکو یہ کہنا جائز نہین کیونکہ آپنے فرمایا ہی کہ زندونکو بسبب مردون کے
اذیت نہ دو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو
اذیت دیتے ہین الخ بلکہ جب آپکے صحابہ کا ذکر اسطرح کیا جاوے جس سے
عیب و نقص لازم آتا ہو تو ہمکو اپنی زبان روکنے کا حکم دیا گیا ہی لہذا
بہتر یہ ہی کہ ہم آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق بہی اپنی زبان بند
رکھین لہذا ہر مسلمان کو اپنی زبان ایسی باتون سے جس سے آپکے شرف
نسب مین کسی طرح کا بہی خلل پڑے روکنا چاہیے اور اسمین شک نہین
آنحضرت صلعم کے والدین کا شرک ثابت کرنا آپکے شرف نسب مین
خلل اندازی ہی شیخ عبد الوہاب شعرانی مصری نے اپنی کتاب
یواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر مین لکھا کہ ہر مسلمان کو
آنحضرت صلعم کے اجداد و آبا مسلمین و اکابر اولیاء
حضرت آدم سے آپکے والد تک کی عزت ملحوظ رکھنا چاہیے انتہى

واما وجوب الکف عن الخوض فی حکم ابوی النبی
فی الاخرة فللشیخ جلال الدین السیوطی فی هذه
المسئلة ست مولفات وقد طالعتها کلها واٰتیها
ترجع الی ان الادب مع رسول الله صلعم واجب
وان من آذاه فقد آذی الله تعالی وقال الله
تعالی ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله
فی الدنیا والاخرة ولهم عذاب عظیم وفی القرآن
العظیم وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ومن
طالع فیما نقله اهل السیر من کلام عبد المطلب
لما اراد ذبح عبد الله فی قصة حفر بئر زمزم شهد له
بالتوحید وصاحب التوحید سعید بای وجه کان
توحیده قال الجلال السیوطی وقد ورد فی الحدیث
ان الله احیا ابویه صلعم حتی اٰمنا به وعلی ذلک
جماعة من الحفاظ منهم الخطیب البغدادی وابو القاسم
ابن عساکر وابو حفص ابن شاهین السهیلی و
القرطبی ومحب الطبری وابن المنیر وابن سید الناس
والصفدی وابن ناصر الدین الدمشقی وغیرهم
رضی الله عنهم اجمعین قال المحب الطبری والله
تعالی قادر علی ان یحیی ابویه صلعم حتی یومنا به

اور آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق جو کچھ آخرت میں ہوگا
اوسمیں غور و فکر نہ کرنیکی بابت شیخ جلال الدین سیوطی کی چھ مولفات
ہیں میں نے سب کا مطالعہ کیا ہی جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہی کہ آنحضرت
صلعم کے ساتھ ادب واجب ہی اور جس نے آنحضرت کو اذیت
دی اوس نے اللہ کو اذیت دی اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ
اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ اونپر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے
اور اونکے لیے بڑا عذاب ہی۔ اور قرآن عظیم میں ہے کہ ہم اون
لوگوں پر عذاب نہیں کرتے جبتک رسول نہیں بھیج لیتے
اور جس نے اہل سیر کا وہ کلام جو اونہوں نے عبد المطلب سے
دربارۂ ارادۂ ذبح عبد اللہ اور چاہ زمزم کھودنے کی نقل کیا
دیکھا ہے اونکی بابت وہ توحید کی شہادت دیگا اور
صاحب توحید ہر حال میں سعید ہی جلال الدین سیوطی نے
کہا کہ حدیث میں ہی کہ اللہ نے آپکے والدین کو زندہ کیا
اور وہ آپ پر ایمان لائے اور اسی پر ایک جماعت حفاظ سے
جیسے خطیب بغدادی و ابو القاسم ابن عساکر و ابو حفص ابن
شاہین سہیلی و قرطبی و محب الدین طبری و ابن منیر و ابن
سید الناس و صفدی و ابن ناصر الدین دمشقی وغیرہم ہیں
محب طبری نے کہا کہ اللہ تعالی اسپر قادر ہے کہ اوسنے
والدین آنحضرت صلعم کو زندہ کردیا ہو اور وہ با ایمان مرے ہوں

ثم يموتا ويكون ذلك مما اكرم الله تعالى به سيد
الاولين والاخرين وقال القرطبي ليس احياءهما
وايمانهما به صلعم يمتنع لا عقلاً ولا شرعاً فقد ورد
في القرآن احياء قتيل بني اسرائيل حتى اخبر
بقاتله انتهى وكان ابوبكر ابن العربي المالكي الفقيه
المحدث يقول ما عندي احد اشد اذى لرسول
الله صلعم ممن يقول ان ابوي رسول الله صلعم
في النار وفي حديث مسلم لا تؤذوا الاحياء بسبب
الاموات فيحرم جزماً ان يقال ان ابوي النبي صلعم
في النار انتهى قال الجلال السيوطي خاتمة حفاظ
مصر قد صرح جماعات كثيرة بان ابوي النبي صلعم
لم تبلغهما الدعوة والله يقول وما كنا معذبين
حتى نبعث رسولا وحكم من لم تبلغه الدعوة
انه يموت ناجياً ولا يعذب ويدخل الجنة قال
وهو مذهبنا لا اختلاف فيه بين المحققين
من ائمتنا الشافعية في الفقه والاشاعرة
في الاصول ونص على ذلك الامام الشافعي
وتبعه على ذلك الاصحاب قال الحافظ السيوطي
ومما وضح لك انهما لم تبلغهما الدعوة انهما

اوراسی بات سے اللہ نے آنحضرت صلعم کو بزرگی دی اور قرطبی نے
کہا کہ اونکا زندہ ہوکر آنحضرت صلعم پر ایمان لانا نہ عقلاً ممنوع ہے
نہ شرعاً کیونکہ قرآن مین قتیل بنی اسرائیل کا جسنے اپنے قاتل کو
بتایا زندہ ہونا وارد ہے انتہی۔ اور فقیہ محدث ابوبکر ابن
عربی مالکی کہا کرتے تھے کہ میرے نزدیک رسول اللہ صلعم کو
اذیت دینے والا اوس سے بڑھکر کوئی نہین جو یہ کہے کہ
رسول اللہ صلعم کے والدین دوزخ مین ہین مسلم کی حدیث
مین ہے کہ زندون کو مُردون کی وجہ سے اذیت نہ دو
تو یہ کہنا قطعی حرام ہے کہ والدین آنحضرت صلعم دوزخ مین
ہین انتہی۔ خاتمہ حفاظ مصر جلال الدین سیوطی نے کہا
کہ جماعات کثیرہ نے اس کی تصریح کی کہ آنحضرت صلعم
کے والدین کو دعوت نہین پہونچی اور اللہ فرماتا ہے
کہ ہم عذاب نہین کرتے جب تک رسول نہ بھیج لین
اور جس کو دعوت نہ پہونچی اوس کا حکم یہ ہے کہ وہ
ناجی غیر معذب وجنتی ہے یہی ہمارا مذہب ہے
اور اس مین درمیان محققین ائمہ فقہاء شافعیہ واشاعرہ
اختلاف نہین ہے اور اس پر امام شافعی دلیل لائے
اور اونکی متابعت اصحاب نے کی حافظ سیوطی نے کہا
کہ اون کو دعوت نہ پہونچنا اس امر سے بھی واضح ہوتا ہے

ماتا فی حداثة سن رسول الله صلعم وصحح العلائی
وغیره ان والد رسول الله صلعم عاش من العمر
ثمان عشرة سنة والدته ماتت فی حدود
العشرین ومثل هذا العمر لا یسع التفحص علی
المطلوب فی التوحید مع القول بان الله تعالی
لم یحییهما حتی آمنا به مع ان ذلك الزمان
الذی کانا فیه کان زمانا قد عم فیه الجهل والفترة
انتهی ونقل ابو جعفر ابن حبیب فی تاریخه عن
ابن عباس ان عدنان ومعد وربیعة بن
خذیمة واسد کانوا علی ملة ابراهیم فلا یذکروهم
الا بخیر وروی الزبیر بن بکار مرفوعا لا تسبوا مضر
ولا ربیعة فانهما کانا مسلمین قلت ولهذا الاثر
شاهد عند ابن حبیب عن مرسل سعید بن
المسیب فافهم واغتنم ثم رأیت فی رسالة الشیخ
عبد الحلیم عبارة تناسب هذا المقام فاحببت
ادخالها قال فحق المسلم واللائق بحاله ان تکون
له غیرة فی هذا النسب ان تمسك لسانه عما
یخل لشرف نسب نبینا بوجه من الوجوه ویحفظ
لسانه عن شئ یؤدی الی النسب النقص فیه

کہ وہ رسول اللہ صلعم کی صغر سنی مین مرے اور اسکی
تصحیح علائی وغیرہ نے کی کہ رسول اللہ صلعم کے والد کی
اٹھارہ ۱۸ اور والدہ کی بیس ۲۰ برس کی عمر ہوئی اور ایسی عمر
تلاش مطلوب معاملہ توحید کے لیے کافی نہین اس قول کے
کہ اللہ تعالی نے اونکو زندہ نہین کیا اور وہ آپ پر
ایمان نہین لائے باوجود اسکے کہ وہ اوس زمانہ مین تھے
جس مین جہل وفترہ عام تہی انتہی - اور ابو جعفر ابن
حبیب نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے نقل کیا
کہ عدنان ومعد وربیعہ بن خذیمہ واسد ملت ابراہیم پر
تھے لہذا اونکو بخیر یاد کرنا چاہیے اور زبیر بن بکار نے
مرفوعا روایت کی کہ مضر وربیعہ کو برا نہ کہو کیونکہ
وہ مسلمان تھے مین کہتا ہون کہ ابن حبیب کے
پاس اسی کے شاہد سعید بن المسیب کی بھی ایک
حدیث مرسل ہے پہر مین نے رسالہ شیخ عبد الحلیم مین
ایک عبارت مناسب بمقام دیکھی لہذا لکھتا ہون
کہا ہے مسلمان کو اس نسب مین غیرت ہونا
چاہیے اور اپنی زبان ایسی بات سے جس سے
آنحضرت صلعم کے شرف نسب مین کسی طرح کا
خلل ہو یا منجر بنقص وعیب ہو روکنا چاہیے

لان مرتبته ارفع واعلى وفي اثبات الشرك في
الابوية اخلال ظاهر بشرف نسبه الطاهر وقال
بعض المحققين انه لا ينبغي ذكر هذه المسئلة مع
مزيد الادب وليست من المسائل التي يضر جهلها
او يسئل عنها في القبر او في الموقف فحفظ اللسان
عن التكلم فيها الا بخير اولى واسلم ولنعم ما افاده
الشيخ الدهلوي في شرح العربي للمشكوة في باب
زيارة القبور عند حديث ابي هريرة قوله فلم يوذن
لي فقيل فيه نزل ما كان للنبي الاية هذا على
طريقة المتقدمين واما المتاخرون فقد اثبتوا
اسلام والديه بل جميع ابائه وامهاته الى ادم
ولهم في الاثبات ثلث طرق اما انهما كانا على دين ابراهيم
او انهما لم تبلغ لهما الدعوة لكونهما في زمان الفترة
وماتا قبل زمان نبوته صلعم او انهما احياهما الله
على يديه صلعم فامنا به وحديث الاحياء وان كان
في حد ذاته ضعيفا لكنه صححه بعضهم لبلوغ درجة
الصحة لتعدد طرقه وهذا العلم كانه كان مستورا
عن المتقدمين فكشفه الله على المتاخرين والله يختص
برحمته من يشاء بما شاء من فضله وقد صنف الشيخ

کیونکہ آپکا مرتبہ اعلی ہی اور یہ امر ظاہر ہی کہ آپکے والدین کو مشرک
کہنا آپکے شرف نسب طاہر مین نہایت خلل ڈالنا ہی اور بعض محققین کے
نزدیک تو اس مسئلہ کا ذکر ہی بسبب مزید ادب بہتر نہیں اور
نہ مسئلہ ہی ایسا ہی جسکا جہل مضر ہو یا قبر مین سوال کیا جاوے
یا حشر مین باز پرس ہو تو اس مسئلہ مین بجز اچہائی کی کچہہ نہ بولنا ہی
بہتر ہی شیخ دہلوی نے شرح عربی مشکوۃ باب زیارۃ القبور مین
حدیث ابی ہریرہ مین کیا خوب افادہ کیا ہے کہ قولہ
فلم یوذن لی کہا گیا کہ اسی مین آیہ ما کان للنبی
اوتری یہ بر طریقہ متقدمین ہے لیکن متاخرین نے والدین
بلکہ کل آباء و امہات آنحضرت صلعم کا آدم تک اسلام
ثابت کیا ہے اور اثبات مین اون کے لیے تین
طریقے ہین یا یہ کہ وہ دونون دین ابراہیمی پر تہے یا اونکو دعوت
نہین پونہچی کیونکہ وہ زمانہ فترت مین تہا اور آنحضرت صلعم کی
زمانہ نبوت سے قبل وفات پا چکے تہے یا اللہ نے اونکو
آنحضرت صلعم کی ہاتہ پر زندہ کیا اور وہ ایمان لاے اور حدیث
احیا اگرچہ ضعیف ہی لیکن بعض نے اوسکو صحیح مانا ہی کیونکہ
وہ بوجہ اپنی تعدد طرق کے درجہ صحت تک پونہچ گئی ہے
اور یہ علم گویا متقدمین سے پوشیدہ تہا جسکو اللہ نے متاخرین
پر کہولا اور اللہ جسکو جب چاہتا ہی اپنے فضل و رحمت سے خاص کرتا ہے

جلال الدين السيوطي في هذا الباب رسائل وبيّنه
بدلائل كثيرة واجاب عن شبهة المخالفين ولو نقلناه
لطال الكلام فلينظر ثمه وبالغ فيه حتى انه لا يكاد
ينقل مذهب المخالف صريحاً لكراهة ان يجري على
لسانه ذلك الا بطريق الحكاية جزاه الله خيراً
وفي حاشية الطحطاوي على الدر المختار حكي ان بعض
الفضلاء مكث متفكراً الليلة في ابويه صلعم واختلاف العلماء
في حديث احيائهما وعدمه وايمانهما به في ضعيف وفي
صحيح وهل يمكن الجمع بين الاقاويل ام لا فاستمرت الفكرة
حتى مال السراج فلما كانت صبيحة تلك الليلة اتاه رجل
من الجند ليسأله ان يضيفه فتبعه الى بيته فمر في
اثناء الطريق على رجل خضري قد جلس بباب خزانة
تحت حانوت بها موازينه وباقي آلات البيع فقام
هذا الرجل حتى اخذ بعنان دابة الشيخ وقال له شعراً

امنت ان ابا النبي وامه ‏‏ احياهما الحي القدير البارئ
حتى لقد شهدا له برسالة ‏‏ صدق فتلك كرامة المختار
وبه الحديث ومن يقول بضعفه ‏‏ فهو الضعيف عن الحقيقة عاري

ثم قال خذها ايها الشيخ ولا تسهر الليل تتعب نفسك
متفكراً حتى عرف السراج ولكن امض الى المحل الذي انت

شیخ جلال الدین سیوطی نے اس باب میں کئی رسالے تصنیف کیے ہیں
اور اونمیں بہت سی دلائل بیان کرکے مخالفین کے شبہ کا جواب
دیا ہے جسکی نقل میں طوالت ہے اونمیں یہانتک لکھا ہے کہ مذہب
مخالفین یہی بوجہ اس کراہت کے کہ وہ زبان پر کہا بیا جاری
ہوگا صریحاً نقل نہ کرنا چاہیے اللہ اونکو جزائے خیر دے طحطاوی کے
حاشیہ در مختار میں ہے کہ بعض فضلا کی حکایت ہے کہ وہ ایک شب
والدین آنحضرت صلعم کے متعلق متفکر تھے کہ علما نے اونکے احیا و
ایمان کے متعلق اختلاف کیا ہے تو اونمیں ضعیف و صحیح کون ہے
اور جمع بین الاقوال کیسے ہوسکتی ہے یا نہیں اسی فکر میں صبح ہوگئی جب صبح
ہوئی تو ایک جندی اونکے پاس آیا اور اونہیں مدعو کیا وہ
اوسکے گھر چلے راستہ میں ایک خضری شخص پر گذرے جو گیہون کے
ڈھیر پر بیٹھا تھا اور اوسکے پاس آلات بیع و اوزان تھے وہ اوٹھے
کھڑے ہو کر شیخ کی سواری روک لی اور یہ شعر پڑھے کہ میرا ایمان
ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین کو خدا نے زندہ کیا اور اونہوں نے
آنحضرت صلعم کی سچی رسالت کی شہادت دی یہ آنحضرت
کی یہ کرامت ہے اور اسکے متعلق حدیث ہے جو اسکو ضعیف کہے
وہ خود ضعیف اور حقیقت سے عاری ہے پھر کہا یا شیخ اس کو
سمجھ لے اور راتوں کو نہ جاگ اور متفکر ہو کر اتنا رنجیدہ ہو
کہ چراغ گل ہوجائے اور جہاں جارہا تھا وہاں جا

قاصدة لتأكل منه لقمة حراماً فبهت الشيخ لذلك
وطلب الرجل فلم يجده فاستخبر عنه جيرانه انه من
اهل السوق فلم يعرفه منهم احد واخبروا بانه لا عهد
لهم برجل يجلس بهذا المحل اصلاً ثم ان الشيخ رجع الى
منزله ولم يمض الى دار الجنيد مما سمعه من مقالة هذا الاستاد انتهى

محاكمة بالجملة هذه المسئلة ليست من الاعتقاديات
ولاحظ للقلب فيها واما اللسان فحقه الامساك عما يلزم
منه النقصان خصوصاً الى وهم العامة لانهم لا يقدرون
على دفعه ومداركه كذا في الطحطاوي قلت انى لم ادع
ايضاً ان المسئلة اجماعية بل هي اختلافية غير انى اخترت
القول القائلين بالنجات لانها انسب بمقام المحبة وذا عين
الايمان والايقان ثبتني الله المنان والحمد لله القوي فقد
تبين الرشد من الغي والحمد لله رب العالمين وسلام
على المرسلين۔ اللهم تقبل هذه الرسالة من عبدك الكئيب
الملوم احقر افراد البشر **علی** المدعو بالانور ابن
مولاي ذي السلسلة الرفيعة العلية القلندرية
العلوية ابينا ومولانا شاه **علی اکبر** قلندر ابن
مولانا شاه حيدر **علی** قلندر واجعلها
خالصة لوجهك الكريم مخلصة لاقبال حضرت النبي الرؤف الرحيم

اور لقمہ حرام کھاوہ حیران ہوگئے اور اوسکو بلایا مگر وہ
نہ ملا تو اوسکے پڑوسی نے کہا کہ وہ بازاری ہے مگر اوسکو
کسی نے نہ پہچانا اور سب نے یہی کہا کہ کسی سے اوس سے
یہاں بیٹھنے کا قرار نہ تھا پھر شیخ اوسکی گفتگو سنکر اپنے گھر
واپس آئے اور جنیدی کے گھر نہیں گئے انتہی۔

محاکمہ۔ بالجملہ یہ مسئلہ اعتقادیات سے نہیں ہے اور نہ قلب کے لیے
نہیں کوئی فائدہ ہے زبان کو ایسی باتوں سے جس سے نقصان
پیدا ہو خصوصاً وہم عام کی طرف روکنا چاہیے کیونکہ عام لوگ
اوسکی دفع پر قادر نہیں جیسا کہ طحطاوی میں ہے میں کہتا ہوں
کہ میں بھی یہ دعوی نہیں کرتا کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے بلکہ اختلافی ہے
سوا اسکے کہ میں نے قائلین نجات کا قول اختیار کیا جو مقام محبت کے
زائد مناسب ہے اور محبت عین ایمان و یقین ہے خدا مجکو اوسپر
ثابت رکھے اور خدا کا شکر ہے کہ راستی گمراہی سے جدا ہو گئی
اور خدا پروردگار عالم کے لیے حمد اور رسولوں کے لیے سلام ہے
الٰہی اس رسالہ کو بندۂ غمگین و رنجور احقر افراد البشر **علی انور**
ابن صاحب سلسلہ رفیعہ علیہ قلندریہ علویہ ابی و مولائی شاہ
علی اکبر قلندر ابن مولانا شاہ حیدر **علی** قلندر سے
خاص اپنی ذات کریم اور مخصوص اقبال حضرت نبی
رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبول فرما فقط

سوال[1] - آیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط کہ نور محمدی نور الٰہی سے پیدا ہے اور کل چیزیں نور محمدی ہی سے موجود ہوئی ہیں اور لفظ کل اور نور کی تشریح اور کیفیت پیدائش نور مطلوب ہے نیز اگر لفظ بحق فلان نبی و ولی کہہ کر دعا مانگی تو جائز ہے کہ نہیں

جواب سوال اول - یہ عقیدہ صحیح ہے علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ کے مقصد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ عبد الرزاق نے بسند صحیح متصل جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا قلت یا رسول اللہ

بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقه الله تعالی قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره

یعنی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے بتائیے کہ سب چیزوں سے پہلے اللہ نے کون چیز پیدا کی آپ نے فرمایا کہ اے جابر سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا - اور کل سب کا پیدا ہونا نور نبوی سے اسکو خود صاحب تحفۃ الاحباب مقصد اول کتاب میں یوں لکھتے ہیں کہ پیش[2] از شروع در ابواب این مقصد مقدمہ ذکر کردہ میشود در بیان ابتدای آفرینش و آنکہ اول مخلوق نور نبوت آنحضرت بود وسائر مکنونات ازان نور موجود اند انتہی - اور پھر وہی مقدمہ میں ہے کہ در کیفیت[3] نور محمدی صلعم روایات متنوعہ وارد شدہ و حاصل مجموع آنہا واللہ اعلم باین معنی راجع میشود کہ خداوند تعالی بچند ہزار سال پیش از آفرینش آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس وسائر مخلوقات نور نبوت آنحضرت را

---

[1] یہ سوالات بطور استفتا مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے بذریعہ مولوی حاجی فرید الدین خان صاحب محدث کاکوروی پرنجی ریاست حیدرآباد دکن سے بھیجے تھے ۱۲

[2] اس مقصد کے ابواب شروع کرنے سے پہلے ایک مقدمہ ذکر کیا جاتا ہے جو ابتدائے آفرینش کے بیان میں ہے نیز یہ کہ سب سے پہلے جو چیز پیدا ہوئی وہ نور نبوی صلعم تھا اور باقی سب چیزیں اوس سے پیدا ہوئیں ۱۲

[3] کیفیت نور محمدی صلعم میں مختلف روایتیں آئی ہیں حاصل سب کا یہ ہے کہ خداوند تعالے نے آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس وغیرہ پیدا کرنے سے چند ہزار سال قبل نور نبوی صلعم پیدا کیا اور فضائے عالم قدس میں اوسے پھیرتے فرماتا رہا کبھی سجدہ کا حکم دیتا تھا اور کبھی تسبیح و تقدیس میں مشغول رکھتا تھا اور اوسکے ٹھہراؤ کے لیے پردے بنائے اور ہر پردے میں مدت دراز تک اوسکو رکھا اور وہ نور ایک خاص تسبیح سے اوسکو یاد کرتا تھا پھر جب پردوں سے باہر نکلا تو سانسیں لینا شروع کیں اوس سے انبیا و اولیا و صدیقین و شہدا و مومنین و ملائکہ کی روحیں پیدا کیں اور اوسکی کئی قسمیں کیں اور اون سے عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و مواد و اصول و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و ستارے و دریا و ہوا و پہاڑ پیدا کیے اور آسمان و زمین کو پھیلایا اور اون میں سے ہر ایک کے سات طبقہ کیے اور ہر طبقہ کو بہت سی مخلوقات کا مسکن مقرر کیا اور رات دن کو ظاہر کیا ۱۲

آفریدہ و در فضای عالم قدس آن نور را تربیت میفرمود و گاہی بسجودش امر میکرد و گاہی بتسبیح و تقدیس مشغول میداشت و بجہت ستر آن نور حجابہا خلق فرمود و در ہر حجابی مدتی مدید او را نگاہ میداشت و آن نور تسبیح خاص حضرت حق را ادا میفرمود بعد ازان کہ ازان حجب بیرون آمد نفسہا بر آورد و از انفاس متبرکہ او ارواح انبیاء و اولیاء و صدیقان و شہداء و سائر مومنان و ملائک بیافرید و آن را چند قسم ساخت و ازان اقسام عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و مواد و اصول و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و کواکب و بحار و بلاد و جبال موجود گردانید بعد ازان آسمان و زمین را منبسط ساخت و ہر یکے را ازانہا ہفت طبقہ کرد و ہر طبقہ را بجہت مسکن جمعے از مخلوقات مقرر فرمود و روز و شب را پدید آورد۔ اور جبکہ اصل تمام اشیاء نور محمدی ہے پس حامل جملہ کمالات بھی نور محمدی ہوگا کیونکہ اشیا میں ذات و صفات و کمالات سب داخل ہیں ؎ تو اصل وجود آمدی از نخست * دگر ہرچہ موجود شد فرع تست۔ اور اسی وجہ سے آنحضرت صلعم کو نبی الانبیاء و خاتم النبیین کہتے ہیں کہ نبوت جملہ انبیاء کی نبوت محمد صلعم سے مستفاد ہے اور سلسلہ نبوت آپکی ذات تک پہونچکر ختم ہوگیا شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں ؎ ٥١ و کلہم من رسول اللہ ملتمس * غرفا من البحر او رشفا من الدیم

و کل آی اتی الرسل الکرام بہا * فانما اتصلت من نورہ بہم۔ اور کنہ نور محمدی اور خلق و ظہور اوسکا نور الٰہی سے مجہول الکیفیت ہے کہ شرع شریف اوسکے بیان سے ساکت ہے اور عقل جزوی اوسکے ادراک سے عاجز اور زیادہ غور کرنے سے سلسلہ اس بحث کا مسئلہ وحدت وجود تک پہونچتا ہے لہذا اسیقدر پر اکتفا کیا گیا پس تعبیر اوسکی سوا اسکے نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور محمدی پھر نور محمدی سے تمام عالم پیدا کیا انتہے اور تفسیر حسینی میں ٥٢ آیۂ کریمہ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ بحر الحقائق میں ہے کہ حضرت کا اسم مبارک نور اسلیے ہے کہ حق تعالے نے پہلی جو چیز عدم سے ظہور میں لایا وہ آپ ہی کا نور ہے کہ ٥٣ اول ما خلق اللہ نور

٥١ اور سب رسول اللہ سے ملتمس ہیں خواہ دریا سے چلو بھر پانی ہو یا حوض کا پانی اور جس دلیل کو پیغمبران بزرگ لائے وہ آنحضرت صلعم ہی کی نور سے اونکو ملی ١٢ ٥٢ البتہ تمہارے پاس اللہ سے نور و کتاب مبین آئی ١٢ ٥٣ پہلی جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے ١٢

پہر عالم کو اوس نور کے ظہور کے لیے موجود کیا ۔ آنچہ اول شد پدید از جیب غیب ۔ بود نور جان او
بے ہیچ ریب ۔۔۔ انتہے اور نور کے معنی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمۂ مشکوۃ شریف مین فرماتے ہین
(۱) کہ نور در عرف عام بمعنی روشنی ہست و نور در اسم اللہ تعالی بمعنی منور ہست وے تعالی روشن گرداننده سموات
بکواکب و سیارات و روشن گرداننده زمین باولیا و انبیا و علما و مومنین و مومنات و بساتین و ریاحین و روشن (۲)
گرداننده دلہای مومنان و عارفان ہست بنور ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق نور علی نور
یہدی اللہ لنورہ من یشاء و نزد خواص نور عبارت ہست از چیزے کہ ظاہر تر بر خود بود و ظاہر کننده
غیر خود را و چون مقابلہ کرده شود وجود را بعدم پس وجود را ظہور باشد و عدم را خفا و ہیچ چیز تاریک تر از عدم و بیرون
آرنده باشد ماہیات را از ظلمت عدم سزاوار تر ہست از غیر خود کہ نامیده شود او را نور و وجود او نور یست
کہ فائض ہست بجملہ اشیا و وجود ہمہ از نور ذات او ست انتہے بقدر الضرورت اور تحقیق معنی نور کے جو کچھ
(۳) تفسیر آیۂ کریمہ اللہ نور السموات والارض مین کی گئی اوسکو حضرت امام غزالی نے اپنے رسالہ مشکوۃ
الانوار مین بالتفصیل بیان فرمایا ہے اوس کو دیکھنا چاہیے اور کل یہی سب کے ہے ۔

جواب سوال دوم ۔ (۴) دعا کرنا اس عبارت سے جائز ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین کہ
مین کہتا ہون کہ یہی آیا ہے کہ اللہم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک
پس حق سے مراد حرمت ہے یا وہ حق جسکا وعده حق تعالے نے بمقتضاے اپنی رحمت کے فرمایا ہے انتہے
طحطاوی لکھتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام کا حق خالق تعالے پر وجوبًا ثابت نہین تفضلًا و کرمًا ثابت ہے

---

(۱) نور عام طور پر روشنی کے معنی مین ہے اور اللہ تعالی کا نام نور بمعنی منور ہے اللہ تعالی ہی آسمانون کو ستارون اور سیارون سے اور زمین کو انبیا و اولیا و علما و مومنین و مومنات سے اور مومنین و عارفین کے دلون کو نور ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق سے منور کرنیوالا ہے اور خواص کے نزدیک نور اوس چیز سے عبارت ہے جو اپنی ذات مین زیاده ظاہر اور اپنے غیر کو ظاہر کرنیوالی ہو اور جب وجود کا عدم سے مقابلہ کیا جاے تو وجود کا ظہور ہوگا اور عدم کا خفا اور جو چیز عدم سے زیاده تاریک اور ماہیات کو ظلمت عدم سے باہر لانیوالی ہو وه بہ نسبت اپنے غیر کے نور کے نام سے موسوم ہونیکی زیاده لائق ہے اور اوسکا وجود وه نور ہے جو کل اشیا پر فائض ہے اور سب کا وجود اوسکے نور ذات سے ہے انتہے بقدر ضرورت ۱۲ (۲) نور ہے نور پر اور اللہ اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ۱۲ (۳) اللہ آسمان و زمین کا نور ہے ۱۲ (۴) یا اللہ مین تجھ سے سوال کرتا ہون بحق سائلین تجھ پر اور بطفیل اپنے قدم کے جو تیری طرف

یہانتک کہ ازراہ کرم حق سائلین بھی ثابت ہے چنانچہ حصن حصین مین حدیث ثابت ہے [۵۱] اللهم انی اسألك بحق السائلين عليك اور اگر حق حرمت اور عظمت و وجاہت مراد لیجیے تو بطریق وسیلہ درست ہے قال الله تعالى وابتغوا اليه الوسيلة [۵۲] انتہی اور بحق نبی دعا مین بمعنی وسیلہ کے کہنا تعلیم آنحضرت صلعم سے بھی ثابت ہے حیث علم اللهم انی اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد [۵۳] نبی الرحمة انتہی اور دعا کرنا حضرت آدم علیہ السلام کا واسطے قبول توبہ کے باین عبارت کہ اسألك بحق محمد الا غفرت لی خود کتب تفسیر و حدیث مین موجود ہے پس اس سے بھی حق تفضلی مراد ہے نہ حق ایجابی اور اسی قبیل سے ہے جو اللہ تعالے نے جابجا قرآن مجید مین فرمایا ہے وكان حقا علينا نصر المؤمنين [۵۴] وكتب ربكم على نفسه الرحمة وكان على ربك حتما مقضيا وغيرها من الآيات۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر فتح العزیز مین تحریر فرماتے ہین کہ در کتب [۵۵] فقہ مذکور است کہ دعا کردن بحق کسے مکروہ است زیرا کہ کسے را بر خدا حقے نمی باشد و تفصیل مقام آنست نزد معتزلہ کہ افعال عباد را مخلوق عباد میدانند جزاے آن افعال حق حقیقی بندگان است و بر مذہب اہل سنت و جماعت افعال عباد مخلوق خدا اند پس عباد را بسبب آن افعال حقے ثابت نیست حقیقتاً بلکہ وعدۃً و جعلاً چنانچہ در حدیث صحیح آمدہ است کہ من آمن بالله ورسوله واقام الصلوة وصام رمضان كان حقا على الله ان يدخله

---

[۵۱] یا اللہ مین تجھسے سوال کرتا ہون بحق سائلین جو تجھپر ہے ۱۲ [۵۲] اللہ تعالے نے کہا کہ اور پکڑو تم اوسکی طرف وسیلہ ۱۲ [۵۳] جیسا کہ سکھلایا اے اللہ مین تجھسے سوال کرتا ہون اور تیری طرف بذریعہ تیرے نبی محمد نبی الرحمۃ کے متوجہ ہوتا ہون ۱۲ [۵۴] اور تھا حق ہمپر ایمان والون کو مدد دینا ۱۲ - اور تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو فرض کیا ۱۲ - اور تھا تیرے رب پر عہد پورا ہونے والا ۱۲ [۵۵] کتب فقہ مین مذکور ہے کہ کسی کے حق سے دعا مانگنا مکروہ ہے اس لیے کہ کسی کا خدا پر حق نہین تفصیل مقام یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک جو بندون کے افعال کو بندون کا مخلوق جانتے ہین اون افعال کی جزا بندون کا حقیقی حق ہے اور بر مذہب اہل سنت وجماعت بندون کے افعال خدا کے مخلوق ہین پس حقیقتاً بندون کا اون افعال سے کوئی حق ثابت نہین بلکہ بطور وعدہ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ جو اللہ پر ایمان لایا اور اوس کے رسول پر اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے

الجنة هاجر فی سبیل الله او جلس فی ارضه التی ولد فیها - ونیز در حدیث صحیح از حضرت معاذ
بن جبل آمده هل تدری ما حق العباد علی الله الخبر - پس انچه در روایت توبه حضرت آدم علیه السلام
آمده است محمول بر همان حق جعلی و تفضلی است وانچه در کتب فقه ممنوع است حق حقیقی است وازینکه
در سابق مذهب معتزله رواج بسیار میداشت واستعمال این لفظ موهم مذهب ایشان میشد فقها مطلقاً
از استعمال این لفظ منع نموده تا خیال کسے بآن مذهب نرود این است انچه درین مقام
موافق قرارداد علماے ظاهر است واهل تحقیق چنین گفته اند که هر یک از اکمل بنی آدم را باعتبار
صورت کمالیه او اسمی است از اسماے الٰهی که تربیت او میفرماید پس سوال بحق کاملے از کاملان
اشاره بآن اسم است اگر شخصے در وقت استعمال این لفظ ملاحظه این معنی نماید قطعاً ملام ومعاتب
نیست انتهیٰ والله اعلم بالصواب فقط

---

۵ تو اللہ پر حق ہو گا کہ وہ اوس کو جنت مین داخل کرے فی سبیل اللہ ہجرت کی یا وہین مقیم رہا جہان پیدا ہوا۔
نیز حدیث صحیح مین حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ کیا جانتے ہو کہ بندون کا حق اللہ پر کیا ہے پس روایت توبہ
حضرت آدم علیہ السلام مین جو کچھ آیا ہے وہ اوسی حق جعلی و تفضلی پر محمول ہے اور کتب فقہ مین جو ممنوع ہے وہ حق حقیقی ہے
چونکہ پہلے زمانہ مین مذہب معتزلہ بہت رائج تہا اور اس لفظ کا استعمال اونکے مذہب کا وہم دلاتا تہا تو فقہا نے اس
لفظ کے مطلقاً استعمال کو منع کر دیا تاکہ کسی کا خیال اوس مذہب کی طرف نہ جاوے یہ ہے جو یہان پر موافق قرارداد
علماے ظاہر کے ہے اور اہل تحقیق نے ایسا کہا ہے کہ ہر ایک اکمل بنی آدم کا باعتبار اپنی صورت کمالیہ کے اسماے
الٰہی سے ایک اسم ہے جو اوس کی تربیت فرماتا ہے پس کاملین مین سے کسی کامل کے حق سے سوال کرنا اشارہ
اوس اسم سے ہے اگر کوئی شخص اس لفظ کے استعمال کے وقت اس معنی کا لحاظ کرے تو ہرگز قابل ملامت
وعتاب نہین ہے ۱۲ فقط

صحت نامہ رسالہ الدرج المنیفہ فی ایمان آباء نبی الکریم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۲ م	العزۃ	العزۃ
//	۳ م	نزہم	نزھہم
۲۵	۳ م	مضافاً	مضافاً
//	۱۷ ت	ی سے	ہی سے
//	۱۸ ت	ون سے	اون سے
۲۸	۱ ت	جالی ہے	جاتی ہے
۳۵	۱۸ م	اسلاھما	احدھما
//	۱۵ ت	اسے	استثنے
۳۷	۱۹ م	فخبطوا	فخبطواو
//	۱۹ ت	جبط	خبط
۴۳	۱۷ م	جومنعوا	ومنعوا
۴۷	۱۳ م	من یبلغه	من لم یبلغه
//	۱۵ م	انه	انھم
//	۲ ت	کلام	کلام یمین

اشتہار

تالیفات حضرت مؤلف کتاب ہٰذا

تحریر الانور فی تفسیر لیلۃ القدر۔ فارسی۔ مطبوعہ ریاست رامپور۔۔۔۔۔۔ قیمت ۴/

الفیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی۔ فارسی مطبوعہ ریاست رامپور۔ قیمت ۸/

کشف الدقائق عن رموز الحقائق۔ فارسی مع ترجمہ مطبوعہ ریاست رامپور۔ قیمت ۸/

فاتح الابصار۔ فارسی مع ترجمہ۔ مطبوعہ ریاست رامپور۔۔ قیمت ۴/

زواہر الافکار شرح جواہر الاسرار۔ فارسی مترجم مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ۔۔ قیمت ۱۰/

القول الموجہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ فارسی مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ قیمت ۱۲/

افتضاح عن ذکر اہل الصلاح۔ فارسی مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ۔۔۔۔ قیمت ۱۴/

الدرۃ البیضاء فی تحقیق صداق فاطمۃ الزہرا۔ اردو مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ۔ قیمت ۸/

احسن الافادۃ لارباب الارادۃ معروف برسالہ بیعت و وجہ بافرج۔ اردو مطبوعہ گلشن ابراہیمی قیمت ۲/

المشتہر

قاضی محمد احتشام علی خان۔ محلہ قاضی گڈہی کاکوری ضلع لکھنؤ